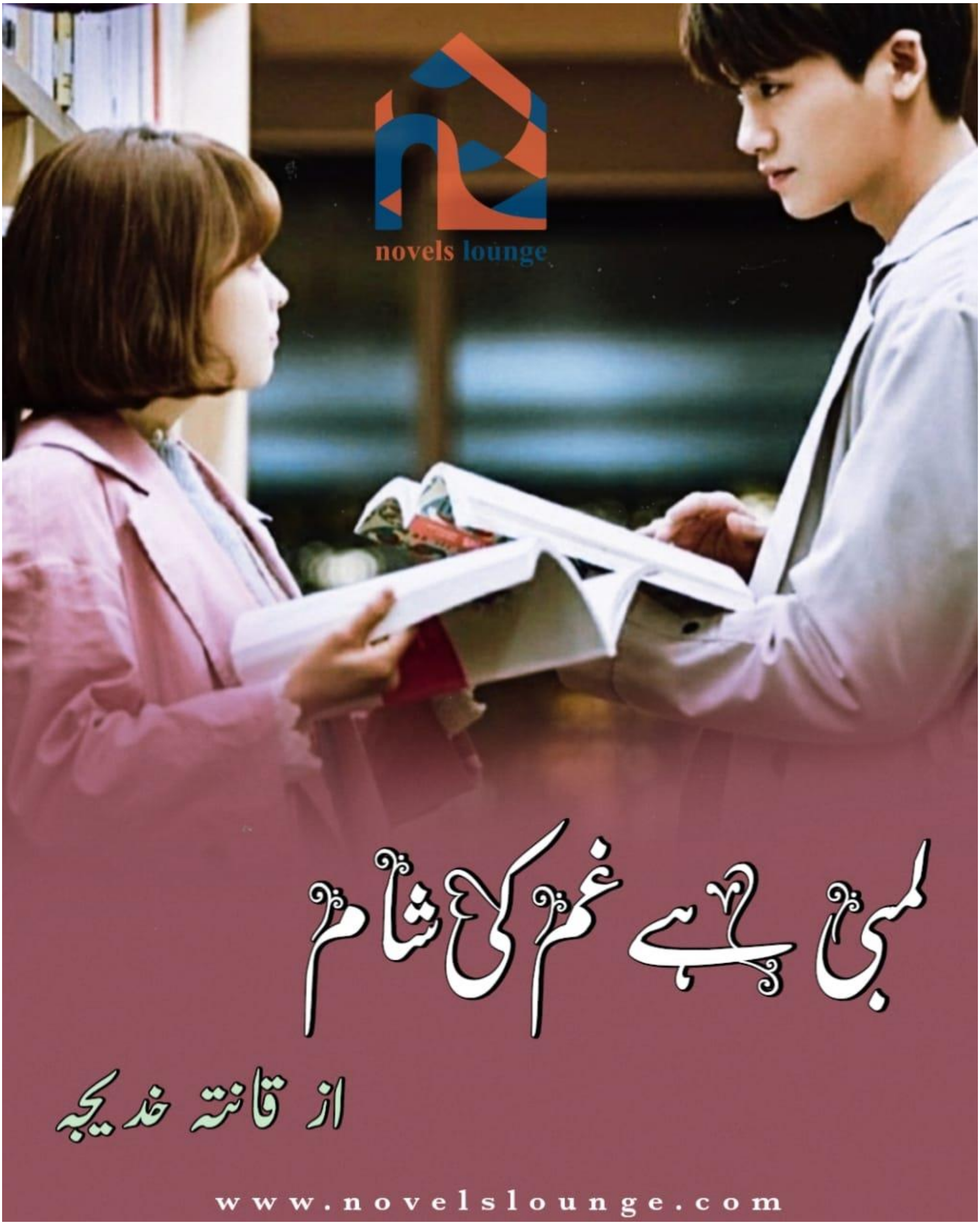
novels lounge
لمبی ہے غم کی شام
از قانتہ خدیجہ
www.novelslounge.com

# لمبی ہے غم کی شام

## از قلم قانتہ خدیجہ

## قسط نمبر 7

## (لاسٹ)

لمبی ہے غم کی شام

مگر شام ہی تو ہے!

"پارس!پارس!نیچے آؤ"وہ گھر میں داخل ہوتے سڑھیوں کے پاس کھڑے ہوتے چلائے۔

"جج۔۔جی؟"شمشاد قریشی کی خونخوار آواز سنتاوہ تیزی سے نیچے اترا۔

غصے سے کھولتے یہاں وہاں چکر کاٹتے شمشاد قریشی نے انگارہ نگاہوں سے اسے دیکھا،پاس ہی صوفہ پر سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی زبیدہ قریشی کی آنکھوں میں بھی غصہ عود آیا۔

"وہ رجسٹر کِس کا تھا جس سے تم نے ایگزامز کی تیاری کی؟"وہ عین اس کے سامنے آکھڑے ہوئے۔

"مم۔۔میرا"تھوک نگلے پارس نے ہکلائے جواب دیا۔

شمشاد قریشی کا بھاری فضا میں بلند ہوتا اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔

"دیکھو بیگم۔۔۔ دیکھو اپنے اس بے شرم سپوت کو کیسے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ابھی بھی جھوٹ بول رہا ہے! دل تو چاہ رہا ہے تمہارے اس جھوٹ پر تمہیں جان سے مار ڈالوں" دانت پیسے انہوں نے سرخ انگارہ نگاہوں سے اسے دیکھا جو نظریں چرا گیا۔

"جب میں نے تم سے پوچھا تھا تب کیوں نہیں بتایا کہ اس امید نے دیا تھا تمہیں۔۔۔"

"بھائی کی شادی کی وجہ سے پڑھائی کا بہت پریشر تھا، وہ بس میری مدد کرنا چاہتی تھی۔۔۔" نظریں جھکائے اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"تم کیا اِتنے گئے گزرے ہو کہ اس لڑکی کے بنائے گئے نوٹس پر تمہاری تیاری منحصر تھی؟ پورا سال کیا جھک مار رہے تھے۔" وہ اس قدر زور سے چلائے کہ پارس کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے۔

"وہ گلفام! وہ کمینہ آدمی ہنس رہا تھا مجھ پر۔۔۔ مجھے طعنہ دے رہا تھا کہ اس کی بیٹی نے تمہاری مدد کی۔۔۔ کل تک میں جسے اس بات پر غرور تھا کہ گلفام خان کی بیٹی امید صرف اسی لیے پوزیشن لے سکی کیونکہ میرے بیٹے نے اس کی مدد کی آج تمہاری اس بہت بڑی بے وقوفی کی بناء پر میرا سارا غرور مٹی میں مل گیا۔۔۔ تم جانتے بھی ہو وہ کیسے مجھ پر ہنسا؟ مجھے کن نگاہوں سے دیکھا اس

نے؟ ارے دنیا ہنسے گی مجھ پر، لوگ باتیں کرے گے کہ دیکھو شمشاد قریشی کے بیٹے نے ایک لڑکی کی مدد سے ایگزامز میں ٹاپ کیا۔۔۔"

ایک لمحے فقط ایک لمحے کو پارس شمشاد کا دل رک گیا تھا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔

"اور اگر میں ٹاپ نہ کر سکا؟" ان کی بات کے بیچ میں وہ بول اُٹھا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا یوں مانو جیسے ابھی باہر نکل آئے گا۔

اس کی بات سنے شمشاد قریشی کی آنکھوں میں یکدم خون ٹھہر آیا۔

وہ نپے تلے قدم اٹھاتے اس کے بالکل سامنے آ کھڑے ہوئے اور یکدم اس کے گریبان کو اپنی سخت گرفت میں لیا۔

"ٹاپ تمہیں ہی کرنا ہے پارس۔۔۔ میں فلحال اِسی بات کو ہضم نہیں کر پا رہا کہ تم نے تیاری اس لڑکی کے بنائے گئے نوٹس کے زیرِ اثر کی تھی اور اب اگر تمہاری اول پوزیشن نہ آئی تو میں انہیں ہاتھوں سے تمہاری جان نکال دوں گا!" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیے دھیمی آواز میں غرائے۔

"یہ سب میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔۔۔ پوزیشن لانا میرے ہاتھ میں نہیں ہے، میں اپنا بہترین دیا ہے اور اب آگے کی گیرنٹی میں نہیں لے سکتا" نجانے کیوں آج وہ باغی تھا۔

"سن رہی ہو اپنے اِس ہونہار دو ٹکے کہ سپوت کی بات۔۔۔اس کی ہمت دیکھ رہی ہو، اتنی جراًت ہو گئی ہے کہ ماں باپ کے سامنے زبان چلا رہا ہے۔۔۔اسی لیے تو پیدا کیا، پالا پوسا۔۔۔کہ تم ہمیں آگے سے جواب دو۔۔۔"انہوں نے زبیدہ بیگم کی جانب دیکھا۔

"زبان نہیں چلا رہا ڈیڈ۔۔۔میں نے، میں نے پوری کوشش کی ہے، اپنا سو فیصد دیا ہے۔۔۔پوری کوشش کی ہے کہ ٹاپ اس بار میں ہی کروں مگر یہ سب میرے ہاتھ میں نہیں۔۔۔آپ جانتے ہیں امید نے بھی اس بار بہت زیادہ پڑھائی کی ہے"یکدم پارس کا لہجہ دھیما پڑا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو پارس ٹاپ پوزیشن تمہاری ہی آنی چاہیے۔۔۔میں یہ تو برداشت کر لوں گا کہ میرے بیٹے نے دوست کے نوٹس سے تیاری کر کے ٹاپ کیا مگر یہ نہیں کے دوست کے نوٹس سے تیاری کر کے بھی ٹاپ نہ کر پایا۔۔۔اور دوست بھی وہ جو ایک لڑکی ہے۔۔۔میری ایک بات یاد رکھنا پارس اگر تم نے ٹاپ نہیں کیا تو اس بار صرف دھمکی نہیں دے رہا تمہیں واقعی میں مار ڈالوں گا اپنے ہاتھوں سے۔۔۔"اس کا گال تھپتھپائے وہ وہاں سے کمرے کی جانب چل دیے۔

تھکے ہارے پارس نے کمرے میں قدم رکھا تھا، سٹڈی ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھتے اس نے سامنے موجود کتابوں کو دیکھا، آنکھیں ویران، چہرہ تھکان زدہ۔۔۔وہ گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔اس کی

آنکھوں میں ڈھیر سارا غم امڈ آیا۔۔۔وہ یہاں سے کئی دور چلا جانا چاہتا تھا،ان دکھوں، تکلیفوں اور غموں سے آزاد زندگی!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اینٹری ٹیسٹ کی تیاری کی تیاری کے بعد اکیڈمی کی جانب سے تمام سٹوڈنٹس کا ایک چھوٹا سا ٹیسٹ لیا گیا تھا اور ٹاپر، انٹیلیجنٹ پارس اس ٹیسٹ میں بری طرح فیل ہو چکا تھا۔۔۔

صوفہ پر بیٹھے شمشاد قریشی نے ایک نظر سامنے موجود ٹیسٹ کو دیکھا اور پھر پارس کو جو ان کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔

چہرے پر ہاتھ پھیرے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب گئے اور پارس کو اگلی سانس لینے کا موقع دیے بنا پے در پے اس کا چہرہ تھپڑوں سے لال کرتے وہ اپنی بیلٹ نکال چکے تھے۔۔۔مگر پارس کے لبوں سے ہلکی سی بھی چیخ نہ نکلی۔۔۔وہ سن سا ان کی مار کھائے جا رہا تھا۔

"کاش!کاش کہ تم پیدا نہ ہوئے ہوتے پارس۔۔۔کاش تم کبھی ہماری زندگیوں میں نہ آتے۔۔۔آج تمہاری وجہ سے مجھے جس زلت کا سامنا کرنا پڑا تمہیں اس کا زرا سا بھی اندازہ ہے؟تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو پارس۔۔۔دل تو چاہتا ہے اپنی زندگی سے اس دن کو باہر نکال پھینکوں جس دن تم اس دنیا میں آئے تھے۔۔۔تم میرے گناہوں کی ایک بھیانک سزا

ہو۔۔۔اور آج میں خود کو اِس سزا سے آزاد کروا کر ہوں گا!" بیلٹ کی مار سے اس کے جسم سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔

آنکھوں میں بے پناہ درد سمٹ آیا جو آنسوؤں کی صورت باہر نکلا، بیلٹ کی مار اِتنی تکلیف دہ نہ تھی جتنا ان کے الفاظ نے اسے زخمی کر ڈالا تھا۔

"کاش کہ تم مر جاؤ پارس!" آنکھیں بند ہونے سے پہلا یہ آخری جملہ تھا جو اس کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔وہ بے جان، بے دم سا زمین پر ڈھے گیا!

ایمبولنس سے جلدی جلدی اس کو باہر نکالے اسٹریچر پر لٹائے آئی۔سی۔یو کی جانب لے جایا گیا۔

"انکل!" حسام دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔

"بہت بری طرح سے وہ گرا تھا حسام!" وہ آنکھوں میں جھوٹے آنسوؤں بھرے اس کو دیکھنے لگے جو غمگین سا اب انہیں تسلی دے رہا تھا۔

"مگر وہ پھسل کیسے گیا؟" حسام نے بے چینی سے آئی۔سی۔یو کی جانب نگاہ اٹھائے ان سے سوال کیا۔

"کافی دنوں سے اکیڈمی کے ٹیسٹ کی تیاری کر رہا تھا مگر فیل ہو گیا ہے۔۔۔ایسا پہلی بار ہوا تو برداشت نہیں کر پایا۔۔۔حالانکہ میں نے سمجھایا بھی کہ بیٹا یہ سب ہوتا ہے مگر وہ سنبھل نہیں پارہا

تھا، اسے بہلا پھسلا کر کمرے میں بھیجا کہ اچانک اسے ٹینشن سے زور دار چکر آیا اور وہ لڑکھڑاتا سیڑھیوں سے نیچے گر گیا۔۔۔میرا بچہ میرے سامنے گرا اور میں کچھ نہ کر سکا!" شمشاد قریشی کی کہانی پر حسام نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے انہیں تسلی دی۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا انکل! وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ آپ فکر مت کرے۔۔۔" حسام نے انہیں حوصلہ دیا، ان کی ہمت بڑھائی۔

تھوڑی ہی دیر میں حسام کے ذریعے یہ بات پوری کلاس کو معلوم ہو چکی تھی کہ پارس بری طرح سے سیڑھیوں سے گر گیا تھا۔

وہ سب اس سے ملنا چاہتے تھے مگر حسام کے مطابق وہ ابھی بھی آئی۔ سی۔ یو میں تھا اسی لیے کوئی نہیں آیا۔

ہمنہ اور سدرہ بیچ میں کچھ وقت کے لیے زبیدہ بیگم کو سہارہ دینے کو آئی تھیں اور مغرب ہونے سے پہلے ہی واپس چلی گئیں۔

"امید کال نہیں پک کر رہی!" ہمنہ نے افسردگی سے سدرہ کو دیکھا۔

"ہو سکتا ہے اس کا نیٹ نہ چل رہا ہو نمبر پر کر لو"

"بیلنس ہوتا تو کرتی نا۔۔۔ صرف واٹس ایپ پیکج ہے" ہمنہ کی بات سنتے سدرہ کا بھی چہرہ اتر گیا۔

"اور میں اپناموبائل گھر چھوڑ آئی ہوں!"سدرہ نے تھکی سانس خارج کی تھی۔

"پھر اب؟"ہمنہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"میرے گھر چلتے ہیں۔۔۔امید کو کال کرکے بتاناچاہیے ہمیں۔۔۔وہ دونوں بہت اچھے دوست ہیں!"سدرہ کی بات سے اتفاق کیے وہ دونوں ایک سدرہ کے گھر کی جانب نکل چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھائی کتنے پیسے بنے؟"دکان دار سے اپنی پسند کا سامان لیے امید نے پرس کی زپ کھولی۔

دکاندار کی بتائی گئی رقم بِناکسی بحث ومباحثہ اس کے حوالے کرتی وہ تیزی سے گاڑی میں جابیٹھی۔

پریشے خان کو غالباًبازار سے کچھ شاپنگ کرنی تھی تو امید بھی کتابوں کا بہانہ بنائے ان کے ساتھ چلی آئی۔

آج اس کے اکیڈمیک ٹیسٹ کا رزلٹ آیا تھااس کے ماں باپ کو امید کے ٹیسٹ کلئیر کرلینے کی اتنی خوشی نہیں تھی جتنی پارس کے فیل ہوجانے کی ہوئی تھی۔امید افسوس سے انہیں پارس پر تبصرہ کرتے دیکھ سر جھٹک گئی۔۔۔اب اسے کچھ ضروری سامان خریدنا تھاتو وہ کتابوں کا بہانہ بنائے ان کے ساتھ چلی آئی تھی۔

"مل گئی تمہاری بکس تمہیں؟" پریشے خان نے گاڑی میں بیٹھتے سوال کیا۔

"نہیں وہ مارکیٹ میں شارٹ ہوئیں ہیں۔۔۔نیکسٹ ویک آئے گی، پیمنٹ کرکے رسید بنوالی ہے میں نے تاکہ نیکسٹ ٹائم فوراً مل جائے۔۔۔" امید نے تیزی سے کہانی گڑھی۔

"ہمم! صحیح کیا!" وہ مسکرا کر گاڑی ڈرائیو کیے بولی۔

امید نے شکر کی گہری سانس خارج کی تھی۔

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو نیٹ کنیکٹ ہوتے ہی ہمنہ کے دھڑا دھڑ کئی میسجز اور مسڈ کالز امید کو ملی۔۔۔ساتھ ہی ساتھ گروپ میں بھی کئی میسجز موجود تھے۔

"کس کے میسجز ہیں؟" پریشے خان نے فوراً سوال کیا۔

"ہمنہ" ایک حرفی جواب۔

"کیا کہہ رہی ہے؟" وہ اس کے سر پر کھڑی ہوگئی۔

"پتہ نہیں ابھی کھول کر پڑھتی ہوں" اس نے نارملی انہیں جواب دیا تھا۔

اس سے پہلے وہ میسجز کھولتی اسے سدرہ کی کال آئی، اس نے کال اٹھائے موبائل کان سے لگایا آگے سے ملنے والی خبر پر امید کا اپنے پیروں پر کھڑے ہونا محال ہوگیا تھا۔

"پپ۔۔۔پارس۔۔۔"وہ اس کا نام لیتی،کال کاٹے تیزی سے صدر دروازے کی جانب مڑی کہ پریشے خان نے اس کا بازو تھامے سے روکا۔

"کہاں جارہی ہو امید؟"ان کا لہجہ سخت تھا۔

"مم۔۔ماماوہ پارس۔۔۔وہ سیڑھیوں سے گر گیاماما۔۔۔بہت چوٹیں آئی ہیں اسے،مجھے جاناہو گا" اس نے اپنا بازو چھڑوانے کی ناکام سی کوشش کی۔

"تم کہی نہیں جارہی امید یاد ہے ناتمہارے پاپا نے کیا کہا تھا؟تم اب اس لڑکے سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھو گی۔۔۔رہی بات اس کے پاس جانے کی تو اس کے پاس اس کے ماں باپ ہوگے جن کی اسے سب سے زیادہ ضرورت ہے،فلحال تم اپنے روم میں جاؤ"

"مگر ماما۔۔۔"

"امید!ابھی اور اسی وقت اپنے روم میں جاؤ!"

پریشے خان نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی۔

امید کے کندھے ڈھے گئے،وہ ایک آخری منت بھری نگاہ ان پر ڈالے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"دروازہ لاک کر دو، صرف گلفام کے آنے پر کھولنا۔۔۔اور یاد رہے امید گھر سے باہر نہیں نکلنی چاہیے" وہ نوکر کو حکم دیتی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

کمرے میں داخل ہوئے امید بے بسی سے بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔واٹس ایپ کھولے تیزی سے انگلیاں چلائے اس نے ہمنہ اور سدرہ کو حالات سے آگاہ کیا، جو اس کی مجبوری کو سمجھے اسے پارس کی ہر لمحے کی خبر دینے کا وعدہ کر چکی تھیں۔

"یااللہ! پلیز پارس کو بچا لے۔۔۔اسے کچھ نہ ہو" اس نے سر اٹھائے چھت کی جانب دیکھے اللہ سے دعا کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کرسی کھینچتی اپنے بیگ سے سامان نکالے کچھ بنانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔اسے یونہی ٹیبل پر بیٹھے کافی وقت گزر چکا تھا جب دروازہ ناک کیے گلفام خان اندر داخل ہوئے۔

امید نے چونک کر انہیں دیکھا جو ٹیبل پر موجود بیڈز اور وائر کو دیکھ رہے تھے۔

"بابا؟" امید نے انہیں دھیمی آواز میں پکارا۔

"پارس کے بارے میں سنا۔۔۔تمہاری ماما نے بتایا کہ تم اس سے ملنے جا رہی تھی؟" گہری سانس اندر بھرے انہوں نے سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھا۔

سوال عام تھا مگر اس کے پیچھے چھپی وارننگ کو امید اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"وہ اچانک پتہ چلا تو۔۔۔ آئی ایم سوری، آئندہ سے ایسا نہیں ہو گا" وہ سر جھکائے شرمندہ سی بولی۔

"میری ایک بات یاد رکھنا امید میں تمہارا باپ ہوں، تمہارا اچھا برا سب اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ تمہارا اس لڑکے سے دور رہنے کا فیصلہ بھی کسی پیشِ نظر کے تحت کیا ہے۔۔۔ آج تو یہ غلطی ہو گئی ہے مگر آئندہ نہیں ہونی چاہیے۔۔۔" وہ ایک ہی بار میں اپنی بات پوری کر چکے تھے۔

"جی بابا!" اس نے تعبداری سے سر ہلایا۔

"گڈ!" گلفام خان کو سکون ہوا۔

"یہ کس کے لیے بنا رہی ہو؟" اچانک نظر ان بیڈز پر گئی جن سے وہ بریسلیٹ بنا رہی تھی۔

ایک سفید رنگ کے موتیوں کا اور دوسرے موتیوں کا رنگ پنک تھا۔ ان کے گول گول موتیوں کے درمیان دو مختلف شکل کے بیڈز تھے جن میں سے ایک پر 'بیسٹ' اور دوسرے پر 'فرینڈ' لکھا ہوا تھا۔ ایک وہ مکمل بنا چکی تھی، جبکہ دوسرا ابھی نا مکمل تھا۔

"وہ یہ۔۔۔" امید اس سے پہلے کچھ بولتی گلفام خان ایک بریسلیٹ جو مکمل تیار تھا اسے اٹھا چکے تھے۔

"بیسٹ فرینڈ!" انہوں نے دھیرے سے ان لفظوں کو پڑھا۔

"امید ہے کہ جس بیسٹ فرینڈ کے لیے تم یہ بنا رہی ہو اس کا نام پارس شمشاد نہیں ہے" کٹیلی نگاہوں سے اسے گھورا تو امید نے تیزی سے تھوک نگلا۔

"ہمنہ۔۔۔ہمنہ کے لیے بنا رہی ہوں۔۔۔دونوں کے لیے ایک جیسا!" امید نے تیزی سے بات بنائی۔

"ہنہ! ٹھیک" وہ بریسلیٹ وہی رکھتے جانے کو پلٹے۔

"بابا!" امید کی پکار پر مڑ کر ابرو اچکائے اسے دیکھا۔

"وہ کیا میں ایک بار پارس سے ملنے جاسکتی ہوں؟" گلفام خان کی آنکھیں غصے سے سیاہ ہوئیں۔

"میرا مطلب ایز آ کلاس فیلو۔۔۔ صرف اس کی عیادت کے لیے جانا چاہتی ہوں۔۔۔کچھ دیر کے لیے" امید تیزی سے بولی تھی۔

گلفام خان نے گہری سانسیں بھری۔۔۔دل پر جبر کیے اِتناوہ کر سکتے تھے۔

"ٹھیک ہے ساتھ میں چلے گے!" وہ فیصلہ سناتے وہاں سے جا چکے تھے۔

امید نے کب سے اٹکی سانسیں درست کیے رخ موڑ کر اس آدھے مکمل بریسلیٹ کو دیکھا جو وہ خاص طور پر پارس کے لیے بنا رہی تھی۔

"پارس" اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کیے کس قدر شدت سے اس کا نام پکارا تھا اس کا اندازہ اسے بھی نہیں ہو پایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہفتہ بعد:

سر میں اٹھتے درد پر بے حال ہوئے، گاڑی کے ہونک کی آواز پر اپنے کمرے میں موجود امید تیزی سے پردے کھسکھائے بالکونی میں چلی آئی۔۔۔ گاڑی سے نکلتے پارس کو دیکھ اس کے دل میں ایک ہوک اٹھی تھی، وہ لڑکھڑاتا ملازم کے سہارے گھر میں داخل ہوا تھا۔یکدم امید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کی نسیں کھینچی ہو۔۔۔

"آہ!" وہ سر کو ہاتھوں میں تھامے کراہ اٹھی۔ پھر ایک نگاہ سامنے گھر کو دیکھا جہاں سے اب شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی اندر داخل ہوئے تھے۔

"پارس" امید کی آنکھیں جھلملا اٹھی۔

گلفام خان نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ پارس سے ملوانے اسے لے کر جائے گے، ایک ہفتے سے وہ اس انتظار رہی مگر وہ تو شاید وعدہ کر کے بھول چکے تھے۔۔۔ ہمنہ اور سدرہ کی روزانہ کی آتی کالز اور

پارس کی خیر خبر دینے پر امید کا موبائل فون تک اس سے ہتھیا لیا گیا تھا۔۔۔پارس تو کیا وہ تو ہمنہ، حسام اور سدرہ سے بھی بات نہیں کر پائی تھی۔

کمرے میں داخل ہوئے میڈیسن لیے بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہلتے وہ ہمت مجتمع کیے گلفام خان سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ٹھیک کھانے کی وقت کمرے سے باہر نکلے وہ نیچے ڈائنگ حال میں داخل ہوئی جہاں اس کے ماں باپ اپنا کھانا شروع کیے باتوں میں مصروف تھے۔امید بھی اپنی کرسی کھینچتی وہاں بیٹھے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالے چور نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"بابا!" تھوک نگلے اس نے مدھم آواز میں انہیں پکارا۔

"ہوں؟" انہوں نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ آج پارس ہسپتال سے گھر آچکا۔۔۔" ان کی آنکھوں میں موجود نرمی یکدم غائب ہوئی۔۔۔انہوں نے سخت نگاہوں سے امید کو گھورا جس کے چہرے کا رنگ سفید پڑ چکا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ آپ نے کہا تھا کہ پوچھنے جائے گے۔۔۔" ہکلائے دھیمی آواز میں بات مکمل کیے امید نے خوف سے انہیں دیکھا۔

"ہمم! کل چلے گے!" سر ہلائے وہ واپس پریشے خان سے بات میں مصروف ہو گئے۔

"میں سوچ رہی تھی اگر آج ہی۔۔۔"گلفام نے تیزی سے گردن موڑے جس قدر سرد نگاہوں سے اسے دیکھا تھا، امید کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

"سوری"وہ نگاہیں جھکائے دھیمی آواز میں بولتی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔

"کل رزلٹ آرہاہے تمہارا۔۔۔اس کے بارے میں سوچوں۔۔۔پارس تمہاری اولین اہمیت ہو مجھے یہ قطعً گوارا نہیں"وہ ایک ہی جملے میں اسے اچھے سے کافی کچھ باور کرواچکے تھے۔

"نہیں بابامیں توبس یونہی۔۔۔"سر تیزی سے نفی میں ہلائے اس نے دھیمی آواز میں انہیں جواب دیا۔

"ویری گڈ ایساکچھ ہونا بھی نہیں چاہیے"اب کی بار انگلی اٹھائے اسے ٹھوس لہجے میں وارننگ دے ڈالی تھی انہوں نے۔

کمرے میں واپس آئے امید نے خوف سے یہاں سے وہاں چکر کاٹے، پارس میں چکر میں وہ رزلٹ کو بالکل فراموش کرچکی تھی، خوف سے اے-سی کی ٹھنڈک میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندے چمک اٹھی تھیں۔۔۔

"یااللہ!یااللہ میری مدد فرما"لبوں پر ہمہ تن یہی دعاموجود تھی۔

آدھی رات کاوقت گزر چکا تھا مگر اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

"امید!" دروازہ ناک کیے گلفام خان اندر داخل ہوئے۔

"جج۔۔۔جی بابا" امید جو ہاتھ میں کاؤنٹر پکڑے تسبیح کر رہی تھی چونک کر انہیں دیکھا۔

"کل رزلٹ ہے تمہارا" وہ سید ھا مدعے کی بات پر آئے۔

"جی بابا" نظریں جھکائے وہ مدھم آواز میں بولی۔

"میری ایک بات یاد رکھنا امید! ٹاپ اس بار بھی تمہیں ہی کرنا ہے اگر اس بار تمہاری اول پوزیشن نہ آئی تو یقین مانو بہت برا ثابت ہو گا تمہارے لیے میں!" انگلی اٹھائے وہ فقط اسے وارننگ دینے آئے تھے۔

"یہ سب۔۔۔یہ سب میرے اختیار میں نہیں ہے بابا! میں نے تو اپنا سو فیصد دیا ہے" اس کی آنکھوں میں آنسوؤں جھلملائے۔

"جب پارس کے لیے نوٹس بنانا تمہارے اختیار میں تھا تو پوزیشن لینا بھی ہونی چاہیے۔۔۔ سمجھی" اس کی تھوڑی سخت گرفت میں جکڑے وہ اس کے قریب ہوئے سخت آواز میں بولتے اس کی روح کھینچ چکے تھے۔

امید کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹتے اس کے گال بھگو گئے۔

"میری پیاری بیٹی دعا کرنا کہ یہ آنسوؤں تمہیں کل نہ بہانے پڑے!"اس کے آنسوؤں صاف کیے گال تھپتھپائے وہ وہاں سے چل دیے۔

ان کے جاتے ہی امید چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"آپ نے کیوں حامی بھری کل شمشاد قریشی کے گھر جانے کی؟"گلفام خان اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو پریشے خان نے نخوت سے سوال کیا۔

ان کی بات پر گلفام خان گہرہ مسکرا دیے تھے۔

"کل بورڈ کا رزلٹ آئے گا اور جب میری بیٹی ٹاپ کرے گی تو ایک عدد مٹھائی کا بڑا ٹوکرا لیے ان کے گھر جائے گے"وہ مسکراہٹ دبائے بولے تو پریشے خان ان کی بات کا پسِ منظر سمجھتے مسکرا دی تھی۔

"یعنی پہلے سے زخمی لوگوں کو مزید زخم دینے کا ارادہ ہے"انہوں نے ہنس کر سوال کیا تو گلفام خان بھی ہنس دیے۔

وہ سوچوں میں شمشاد قریشی کا تپا چہرہ دیکھ محظوظ ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"سرپرائز!"

ملازمین کے سہارے پروہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا سامنے موجود شخص کو دیکھ ان سب کے ہوش صلب ہو گئے۔

وہ فارس تھا اور ساتھ اس کی بیوی جو مسکرا کر ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔

"فف۔۔۔فارس! تم یوں اچانک" شمشاد قریشی کا لہجہ لڑکھڑایا۔

"پارس! یہ، یہ کیا ہوا تمہیں؟"

فارس پارس کی حالت دیکھ تیزی سے اس کی جانب بڑھتا اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا، اس کی آنکھوں میں فکر پر خود پر ضبط نہ رکھے پارس کی آنکھیں بہہ گئیں۔

"پارس میرے پیارے بھائی کیا ہوا ہے؟" فارس کے دل میں ڈھیروں وسوسے اجاگر ہوئے، ایک نگاہ اپنے ماں باپ کو دیکھا جو خود کو نارمل ظاہر کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔

"کک۔۔۔کچھ نہیں، سیڑھیوں سے پھسل کر گر گیا تھا۔۔۔ آپ کی یاد بھی آ رہی تھی" پارس نے بروقت آنسوؤں پر بند باندھے۔

"سیڑھیوں سے پھسل گئے؟ کیسے؟" فارس کو یہ بات کچھ ہضم نہیں ہو پائی۔

"اکیڈمی میں اینٹری ٹیسٹ کا ایک ڈیمو ٹیسٹ تھا۔۔۔ میں فیل ہو گیا بھائی، زندگی میں پہلی بار میں فیل ہو گیا۔۔۔ برداشت نہیں کر پایا اور اسٹریس کی وجہ سے بیلنس بگڑا، گر گیا" اس نے رسانیت سے جھوٹ بولا۔

اسے جھوٹ بولنے کی عادت ہو چکی تھی، کہانیاں گڑھنے کی عادت۔۔۔ جھوٹی مسکان کی عادت۔

"اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور مجھے کسی نے بتانے کی زحمت نہیں کی؟" فارس نے غصے سے ماں باپ کو گھورا تھا۔

"بیٹا تم پردیس میں تھے، ہم تمہیں ٹینشن نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔"

زبیدہ بیگم نے آگے بڑھ کر بات سنبھالنا چاہی۔

"تو اب کون سا سکون میں ہوں میں؟ یار! آپ لوگوں کو مجھے بتانا چاہیے تھا، پارس بھائی ہے میرا۔۔۔ اور اب یہ حالت دیکھ بہت پریشان ہو چکا ہوں میں!" فارس نے پارس کو گلے سے لگایا تھا۔

"میں نے منع کیا تھا بھائی، آپ اور بھابھی گھومنے پھرنے گئے تھے، اپنی وجہ سے آپ کا ٹرپ خراب نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ ماں ڈیڈ پر غصہ مت ہو۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے آرام کرنا چاہتا ہوں!" پارس نے سہولت سے بات سنبھالے سر میں ابھرتے درد پر ملازم کو دیکھا جس نے آگے بڑھ کر اسے سہارہ دیا تھا۔

"نہیں چھوڑوں میں لے جاؤ گا!" ملازم کو روکے فارس نے خود اسے سہارہ دیا اور اسے سیڑھیوں سے کمرے کی جانب لے گیا۔

زبیدہ اور شمشاد قریشی بات سنبھل جانے پر سکون کی سانس لیتے اپنی بہو کے پاس آبیٹھے تھے۔

"تم بہو کو کمپنی دو میں پارس کے کمرے میں جارہا ہوں، کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا ہوں میں!" زبیدہ قریشی کے کان میں بولے وہ ایکسکیوز کیے وہاں سے چل دیے تھے۔

"پارس سب ٹھیک تو ہے نا؟ مام ڈیڈ کا رویہ تم سے ٹھیک تو ہے نا؟ دیکھو اگر کوئی ایسی بات ہے تو مجھ سے شئیر کرو۔۔۔ بڑا بھائی ہوں تمہارا سب سنبھال لوں گا۔۔۔" فارس کے دل میں انجان خدشے نے سر اٹھایا۔

"کاش یہ سوال آپ نے مجھ سے بہت پہلے کر لیا ہوتا بھائی" پارس نے ذہن میں سوچا جبکہ لب سلے ہوئے تھے۔

"پارس! کوئی بات ہے؟ کہی مام ڈیڈ تم پر ہات۔۔۔" فارس کی بات پر پارس کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔

"پارس! بیٹا آپ ابھی تک سوئے نہیں، جانتے ہو نا کہ اتنی دیر تک جاگنا ٹھیک نہیں تمہارے لیے؟" عین اسی لمحے شمشاد قریشی کمرے میں داخل ہوتے تیزی سے بولے۔

دونوں بھائیوں نے چونک کر انہیں دیکھا، چونکہ فارس گردن موڑے ان کی جانب متوجہ تھا تو وہ شمشاد قریشی کی وارننگ زدہ نگاہوں کو محسوس نہ کر سکا جبکہ پارس کے کھلتے لب ایک بار پھر سل گئے۔

"جی ڈیڈ بس آرام کرنے لگا ہوں" پارس سر جھکائے مدھم لہجے میں بولا۔

"ہوں آرام کرو بیٹا اتنا لیٹ نہیں جاگتے۔۔۔" آگے بڑھ کر مصنوئی پیار جتائے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ چکے تھے۔

"آپ جائے ڈیڈ میں ہوں پارس کے پاس۔۔۔" فارس بھی شاید آج پورے موڈ میں تھا۔

"ہاں وہ میں جارہا ہوں بس یہ دوائیاں ہیں اس کی۔۔۔ایک بار تسلی کر لوں کھانے کی تو چلا جاؤں گا" فارس کو دیکھ کر انہوں نے مسکرا کر وجہ دی۔

"میں کھلا دوں گا!" فارس نے دوائیاں ان کے ہاتھ سے تھام لی، شمشاد قریشی نے غصے سے دانت پیسے تھے۔

"جانتا ہوں کہ اس کے بڑے بھائی ہو باپ کی جگہ ہو مگر باپ تو میں ہوں نا۔۔۔اور پھر یہ چھوٹا ہے لاڈلا ہے میرا۔۔میرے دل کی ٹھنڈک۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر پارس کو دیکھا جو رخ موڑ گیا تھا۔۔۔کاش یہ محبت اصل میں جتائی جاتی۔

"بھائی مجھے آرام کرنا ہے۔۔۔ سر درد کر رہا ہے۔۔۔" پارس نے گہری سانس خارج کی۔

فلحال وہ کوئی ڈرامہ افورڈ کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

میڈیسن لیے وہ سونے کو لیٹ چکا تھا، فارس مکمل تسلی کیے وہاں سے جا چکا اور اس کے جانے کی تسلی کیے شمشاد قریشی ایک بار پھر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"فارس کیا بات کر رہا تھا تم سے؟" وہ اس کے سر پر کھڑے بولے۔

پارس جو ابھی کچی نیند میں تھا یکدم چونک کر سر اٹھائے انہیں دیکھا۔

"کون سی بات؟" بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے پارس نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"میرے ساتھ ڈرامے نہیں کرو پارس۔۔۔ تمہیں دوبارہ ہسپتال پہنچانے میں مجھے زرا دیر نہیں لگے گی۔۔۔ سمجھے؟" غصے سے اس کے قریب ہوئے انہوں نے اس کا جبڑا تھامنا چاہا جب ان کا ہاتھ بیچ راہ میں وہ بروقت تھام چکا تھا۔

"کچھ نہیں بتایا میں نے فارس بھائی کو۔۔۔ آپ اپنا رویہ ٹھیک رکھے میں اپنا منہ بند رکھوں گا۔۔۔ تھک چکا ہوں میں سونا چاہتا ہوں!" سادہ لہجے میں پارس نے انہیں جواب دیا تھا۔

شمشاد قریشی استہزایہ مسکرا دیے۔

"سونا ہے میرے بیٹے کو؟ آرام کرنا ہے؟ مگر آج کی رات تو جاگنے والی رات ہے۔۔۔ بھول گئے کیا کل رزلٹ آنے والا ہے تمہارا! تو سونے کو بھول کر دعا کرو کہ ٹاپ پوزیشن تمہاری ہو۔۔۔ ورنہ کل اس گھر سے ایک جنازہ ضرور اٹھے گا اور وہ تمہارا جنازہ ہو گا پارس شمشاد" اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے وہ اس کی روح ایک بار پھر زخمی کر چکے تھے۔

"میرے پیارے بیٹے! اب آرام کرو۔۔۔" اس کے بال سہلائے وہ وہاں سے جا چکے۔

پارس کا پورا وجود انگاروں پر لوٹ گیا۔۔۔ آنکھوں میں مرچیں بھرنا شروع ہو گئیں۔

کون سا آرام کیسا آرام؟ کہاں کا سکون۔۔۔ پارس گہری سانس بھر تا بستر سے اترے بالکونی میں چلا آیا۔۔۔ نگاہیں اپنے آپ سامنے والے گھر کی بالکونی پر جا ٹھہری جہاں گھپ اندھیرا تھا۔

"امید! اتنا غصہ کہ ایک بار ملنے بھی نہیں آئی" دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔

دوسری جانب موجود امید دوا پر دوا لیے سر میں اٹھتے درد سے جان چھڑوانے کی ناکام سی کوشش میں تھی۔۔۔ آخر کار وقتی سکون کی خاطر نیند کی چند گولیاں پانی کے سنگ نگلے وہ سونے میں کامیاب ٹھہری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

**صبح کے تین بجے:**

معمول کے مطابق اس کی آنکھ ٹھیک اپنے وقت پر کھلی تھی، سر میں موجود درد بھی اسکے جاگتے جاگ اٹھا تھا۔۔۔وضو کیے جائے نماز بچھائے اس نے اپنے اور پارس دونوں کے لیے دعا کی تھی۔

"یااللہ۔۔۔" دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اسے پکارا اور آگے بولنے کے لیے الفاظ ختم ہو گئے وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنا غم اس کے سامنے عیاں کر چکی تھی۔

## صبح کے ساڑھے پانچ بجے:

جائے نماز طے کیے اسے یکدم اپنے دل میں شدت سے درد کا احساس ہوا تھا، کچھ چھین جانے کا احساس، کھو جانے کا خوف۔۔۔

"پارس" زیرِ لب نام دوہرائے وہ تیزی سے پردہ کھسکاتی بالکونی میں داخل ہوئی۔ وہ وہی تھا سامنے ،ہاں پارس ہی تھا وہ، آنکھیں بند کیے وہ شاید سویا ہوا تھا۔

بالکونی میں موجود اپنی کرسی پر بیٹھے وہ یک ٹک نگاہیں اس پر ٹکائے اسے دیکھے گئی۔ آنکھیں اپنے آپ نم ہو چکی تھیں۔۔۔ آدھا گھنٹہ پلک جھپکتے گزر گیا، پریشے خان کسی بھی لمحے آتی ہو گی۔۔۔ وہ تیزی سے بالکونی کو لاک لگائے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ اس کے جاتے ہی پارس کی کسی احساس کے تحت آنکھیں کھلی، نگاہیں سامنے بالکونی کے ہلتے پردوں پر جا ٹکی۔

"امید!" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑایا۔

عین اسی لمحے پریشے خان اس کے کمرے کا دروازہ کھولتی امید اٹھانے کو اندر آئی۔

"تم جاگ رہی ہو؟" انہوں نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"آپ شاید بھول رہی ہے کہ میں تین بجے جاگ جاتی ہوں" امید نے سادہ انداز میں جواب دیا۔

"ہمم! اچھی بات ہے۔۔۔بس ایک بار اینٹری ٹیسٹ کلئیر ہو جائے پھر سکون سے جی بھر کر سونا" وہ مسکرا کر اس کے بال سہلائے گویا ہوئی۔

پارس کی باتیں ایک بار پھر یاد آئیں۔۔۔وہ سچ کہتا تھا یہ لوگ کبھی ان سے راضی نہیں ہو سکتے تھے۔

"جی ماما" بحث فضول تھی سو حامی بھر لی۔

"فریش ہو جاؤ۔۔۔ناشتے کی ٹیبل پر میں اور تمہارے بابا تمہارا انتظار کر رہے ہیں!" اس کا گال تھپتھپائے وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

منہ ہاتھ دھوئے امید نے گھڑی کی جانب دیکھا، ناشتے میں کچھ وقت باقی تھا، اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھے اس نے تیزی سے باکس نکالے اس میں موجود ان بریسلیٹس کو نکالا جنہیں وہ مکمل کر چکی تھی۔۔۔ تیزی سے پارس کے بریسلیٹ کو پیک کیے وہ ناشتے کے لیے نیچے جا چکی تھی۔

"السلام علیکم!"

"رزلٹ گیارہ بجے ہیں ناتمہارا؟"

سلام کا جواب دیے بنا انھوں نے امید سے سوال کیا جس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

"جی بابا!"

"ہوں!" ہنکارہ بھرے وہ ناشتہ شروع کر چکے تھے۔

"مجھے پوری امید ہے کہ تمہاری ہی پوزیشن آئی ہو گی۔۔ہے نا امید؟" ان کے لہجے میں موجود وارننگ پر امید کا خون خشک ہوا۔

"جی بابا بالکل!" امید نے تائیدی انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔

"ہمم ہونا بھی ایسا ہی چاہیے امید۔۔۔مجھے اس بات پر افسوس نہیں ہونا چاہیے کہ کاش میرا کوئی بیٹا ہوتا۔۔ کبھی اولاد کے معاملے میں بیٹے کی خواہش نہیں کی، میری اولاد ہے میرے لیے کافی ہے۔۔۔اب یہ تم پر ہے کہ تم مجھے شرمندگی سے بچالو!" نیپکن سے ہاتھ منہ صاف کیے وہ اپنی بات پوری کرتے وہاں سے جا چکے تھے۔

"جی بابا" وہ بھی ناشتہ دل مارے پورا کرتی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

سر میں اچانک سے دوبارہ درد شروع ہو گئی۔۔۔اب کی بار پیناڈول سے بھی کام نہ بن پایا۔

وہ یونہی درد سے تڑپتی بیڈ پر آبیٹھی وقت گزرنے کا علم ہی نہیں ہو پایا۔گھڑی کی سوئیاں یکدم تیزی سے گھومتی محسوس ہوئیں۔

"امید بے بی! پریشے میڈم آپ کو اپنے روم میں بلا رہی ہیں" ملازمہ نے آکر اسے اطلاع دی۔

سر کے درد کو پیچھے دھکیلے وہ پریشے خان کے بلاوے پر چلی آئی۔

"جی ماما؟" اس نے زرا ٹھہر کر دونوں الفاظ ادا کیے۔

آنکھیں تیزی سے جھپکیں، سر جھٹکا۔۔۔یوں مانو جیسے سر درد سے جان چھڑوانا چاہتی ہو۔

"ہاں آؤ امید۔۔۔یہ تمہارا موبائل۔۔تمہارے بابا نے دیا ہے اور ساتھ ہی وارننگ بھی،اب وارننگ کیا ہے مجھے نہیں لگتا مجھے تمہیں کلئیر کرنے کی ضرورت ہے" پریشے خان اس کا ہاتھ تھامے موبائل اس کی ہتھیلی میں رکھ چکی تھی۔

"جی ماما۔۔۔میں پارس سے کوئی کانٹیکٹ نہیں رکھوں گی" اس نے تسلی آمیز لہجے میں انہیں جواب دیا۔

"ہمم ٹھیک اب جاؤ"

امید جاتے جاتے مڑی،وہ پارس کے گھر جانے کے حوالے سے بات کرنا چاہتی تھی،ان سے پوچھنا چاہتی مگر پھر خاموش ہو گئی۔۔۔لب سلے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔۔موبائل یونہی اسٹڈی ٹیبل پر رکھے وہ بیڈ پر ڈھے گئی۔

سپاٹ نگاہوں سے سامنے موجود دیوار کو گھورے گئی۔

**صبح کے پونے گیارہ بجے:**

ناشتے کی ٹیبل پر وہ سب جمع ہوئے خوشگوار انداز میں ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے تھے ماسوائے اس کے جس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"پارس؟کیا ہوا ہے تم کیوں نہیں کچھ لے رہے؟"

"نہیں بھابھی بس بھوک نہیں ہے"پارس نے سہولت سے سر نفی میں ہلایا۔

"کیا ہوا ہے پارس؟ کہی درد تکلیف تو نہیں؟ڈاکٹر کے پاس چلے؟"فارس تیزی سے اپنی کرسی سے اٹھا۔

"ارے نہیں اس کی ضرورت نہیں"زبیدہ قریشی تیز آواز میں یکدم بولی۔

"میرا مطلب کہ آج رزلٹ آنا ہے ناتو بس اسی کی ٹینشن ہے۔۔۔"

"اوہو بس اتنی سی بات۔۔۔یار تم بھی کمال کرتے ہو اس میں فکر والی کون سی بات؟" فارس نے مسکرائے سر جھٹکا۔

"اگر میں ٹاپ نہ کر سکا؟" پارس نے گم سم نگاہوں سے بڑے بھائی کو دیکھا۔

"جانتی ہو سونیا میرا بھائی بہت انٹیلیجنٹ ہے۔۔۔ہمیشہ ٹاپ کرتا ہے" فارس نے مسکرا کر ساتھ بیٹھی سونیا کو جتلایا۔

"اچھا جی؟ لاسٹ ٹائم تو نہیں کیا تھا" سونیا نے ہنس کر فارس کو چھیڑا۔

پارس کو یہ کسی تازیانے سے کم نہ لگا۔

"ارے وہ تو تم لڑکیوں کو رونے کی بہت عادت ہوتی ہے نا تو بس اسی لیے پارس نے امید پر احسان کیے اسے ٹاپ کرنے دیا۔۔۔ مگر اس بار تم دیکھنا ٹاپ میرا بھائی ہی کرے گا، نہ صرف ٹاپ کرے گا بلکہ میرا ریکارڈ توڑے نمبر بھی زیادہ لائے گا" فارس نے بھی ہنس کر جواب دیا۔

مگر پارس کو ہنسی نہ آئی، اسے فارس اس لمحے بالکل شمشاد قریشی جیسا لگا، اسے یوں لگا جیسے فارس اسے وارننگ دے رہا ہو۔۔۔اسے شمشاد قریشی کی دھمکی یاد آئی۔

"ایکسکیوز می" وہ یکدم اپنی جگہ سے اٹھتا، معذرت کیے وہاں سے جا چکا تھا۔

"ارے پارس لیکن ناشتہ۔۔۔"سونیا نے پیچھے سے اسے پکارا۔

"بیٹا کوئی بات نہیں بعد میں کر لے گا،فلحال رزلٹ آنے والا ہے تو کچھ پریشان ہے"زبیدہ بیگم کی بات پر وہ مسکراتی اپنا ناشتہ کرنا شروع ہو گئی۔

## صبح کے گیارہ بجے:

"رزلٹ آگیا!رزلٹ آگیا!"یکدم چاروں اور شور سا اٹھا۔

تمام سٹوڈنٹس موبائل سے اپنا اپنا رزلٹ ڈھونڈنے لگے۔

امید نے تیزی سے موبائل کھولے اپنا رول نمبر ڈالے رزلٹ دیکھا۔۔

اس کی آنکھیں خوشی سے بھیگ گئیں،اس کا رزلٹ ستانوے فیصد تھا۔

ٹھیک سے خوشی بھی نہ منا پائی کہ پارس کا رزلٹ دیکھا،پورا وجود زلزلوں کی زد میں آگیا،امید ہار گئی، امید خان کو پارس شمشاد نے ایک بار پھر ہرا دیا وہ ننانوے فیصد لیے ٹاپ کر گیا۔۔۔امید کی آنکھوں میں خوف ابھرا۔

یکدم اسے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے قدموں کا احساس ہوا، موبائل ہاتھ سے چھوٹ زمین پر گر گیا۔۔اس سے پہلے وہ اس کے کمرے میں داخل ہو پاتے امید نے تیزی سے کمرے کے دروازے کو لاک کر دیا۔

"امید! امید دروازہ کھولو امید" گلفام خان غصے سے دروازہ کھٹکھٹائے اونچی آواز میں دھاڑے۔ کوئی بعید نہ تھی کہ وہ دروازہ توڑ ڈالتے۔

امید کی سانسیں سینے میں اٹکی، سر نفی میں ہلائے وہ خود کو بچانے کی خاطر بالکونی کی جانب آئے کھڑکی کو کنڈی لگا گئی۔

ریلنگ پر جھکے اس نے گہری سانسیں بھری جب یکدم نگاہیں سامنے موجود پارس کے کمرے پر گئی۔

"پارس؟" امید کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔

"نن۔۔۔ نہیں پارس۔۔۔ پارس نہیں" وہ اونچی میں آواز میں چلاتی تیزی سے کمرے میں داخل ہوتی دروازے کی جانب بڑھتے کنڈی کھول گئی۔

"امید!" وہ گلفام خان کو پیچھے کیے تیزی سے سیڑھیاں اترتی دیوانہ وار گھر سے باہر نکلی۔

"امید۔۔۔ رکو۔۔۔" گلفام خان اور پریشے خان دونوں ایک ساتھ اس کے پیچھے بھاگے مگر وہ بھیگے چہرے سنگ ارد گرد کا ہوش بھلائے شمشاد قریشی کے گھر میں داخل ہوئی۔

لاؤنج میں موجود وہ سب جو پارس کے ٹاپ کرنے پر خوشیاں منا رہے تھے امید کو یوں اندر آتے دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"پارس۔۔۔" اس کا نام چلاتی وہ سب کو نظر انداز کرتی اس کے کمرے کی جانب بھاگتی دروازہ دھڑا دھڑ بجانے لگی۔

کچھ غلط ہونے کے احساس پر فارس تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا۔

"شمشاد!" زبیدہ بیگم نے پریشانی سے شوہر کو دیکھا۔

شمشاد قریشی اور گلفام خان دونوں امید کی حالت پر پریشان ہوتے تیزی سے ان کے پیچھے پارس کے کمرے کے دروازے پر جا پہنچے۔

"پپ۔۔۔پارس۔۔۔دروازہ کھولو پارس۔۔۔نہیں کرو پارس۔۔۔" وہ بری طرح رو دی۔

"امید؟" فارس تیزی سے اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

"فا۔۔۔فارس بھائی وہ پارس۔۔۔بھائی پارس۔۔۔رسی۔۔۔" امید کا سانس پھولنے لگا۔

فارس اسے پیچھے کرتا دروازہ توڑنے لگا، چار پانچ بار زور لگانے کے بعد دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور سامنے والا منظر ان سب کے قدموں تلے موجود زمین کھینچ لے گیا۔

وہ پارس تھا، اس کا جسم جو پنکھے سے لٹکتا شائد آخری بچی چند سانسیں لے رہا تھا۔

"پارسس!" سونیا بھابھی کے چیخنے پر فارس نے تیزی سے آگے بڑھے پارس کے وجود کو رسیوں سے آزاد کیا اور اسے باہوں میں بھرے سیڑھیاں اترتے باہر کی جانب بھاگا۔

"پارس! میرا بیٹا! پارس" زبیدہ بیگم اس کی یہ حالت دیکھتی، چیختی اس کی جانب بھاگی۔

"ایمبولینس کو کال کریں کوئی۔۔۔" سونیا بھابھی نے تیزی سے ایمبولینس کا نمبر ملایا، تھوڑی ہی دیر میں ایمبولینس کے آتے ہی وہ اسے اسٹریچر پر لٹا چکے تھے، پارس کے چہرے پر آکسیجن ماسک چڑھا دیا گیا تھا۔

فارس اس کے سنگ ایمبولینس میں جبکہ شمشاد قریشی اور گلفام خان پیچھے گاڑی میں سوار تھے۔

زبیدہ قریشی کو پریشے خان نے جبکہ امید کو سونیا بھابھی نے سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔

"پارس۔۔۔پارس" پیچھے جاتی امید کو سونیا بھابھی روک چکی تھی۔

"بھابھی وہ پارس۔۔۔"

"اسے کچھ نہیں ہوگا امید۔۔۔ تم فکر مت کرو امید۔۔۔فارس گئے ہیں نا اسے لے کر وہ بچ جائے گا ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" سونیا بھابھی نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔

"پارس میرے بھائی کچھ نہیں ہو گا تمہیں میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا" فارس اس کا ہاتھ تھامے سرخ نگاہوں سے اس کے وجود کو دیکھتا بڑبڑایا۔

یکدم پارس کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی، دھیمے سے آنکھیں کھولے اس نے فارس کو دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔ٹوٹی بکھری مسکراہٹ۔۔۔کچھ کہنے کو لب کھولے مگر الفاظ ادا نہ ہو سکے۔۔۔آنکھوں سے آنسوؤں بہہ نکلے۔

ایک آخری نگاہ، ایک آخری مسکراہٹ، تکلیف دہ مسکراہٹ۔۔۔آنکھیں یوں لال جیسے ان میں خون اتر آیا ہو۔۔۔بولنے کی ناکام سی کوشش!

یکدم آنکھیں بند ہوئی، میشن پر موجود ٹیڑھی لکیریں سیدھی ہوئیں۔

"ایمبولینس واپس موڑ لے سر۔۔۔پیشنٹ کی ڈیتھ ہو چکی ہے" ساتھ موجود میل نرس نے ڈرائیور کو آگاہ کیا۔

"ڈیتھ؟" فارس کا منہ کھل گیا، اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟ کون سی ڈیتھ؟ کیسی ڈیتھ؟ میرا بھائی زندہ ہے۔۔۔ایمبولینس واپس نہیں جائے گی۔۔۔ہسپتال چلو" وہی بیٹھے بیٹھے نرس کا گریبان تھامے فارس چلایا۔

"سر میں آپ کے جذبات کو سمجھ سکتا ہوں مگر ہسپتال جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ آپ کا مریض مر چکا ہے۔۔۔ اگر پھر بھی تسلی نہیں ہے تو آپ ہسپتال جا کر چیک کروا سکتے ہیں" نرس اس کی ذہنی حالت کو سمجھے نرمی سے گویا ہوا۔

"ہسپتال چلو۔۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا میرے بھائی، تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔ تم واپس زندگی کی جانب لوٹو گے" پیار و محبت سے پارس کے بال سہلائے فارس دھیمی آواز میں بولا۔

نرس نے افسوس سے اسے دیکھا۔

ہسپتال میں داخل ہوتے ہی ایمرجینسی کی جانب لیجانے کی ضرورت نہ پڑی۔۔۔ پارس شمشاد کی موت کی نوید سنادی گئی۔

پارس شمشاد کے چیپٹر کے آگے "دا اینڈ" لکھ دیا گیا تھا۔

ایمبولینس کی آواز پر ان کی سب سانسیں تھمی۔

"یہ۔۔۔ یہ ایمبولینس کی آواز کیسی؟" زبیدہ شمشاد نے تڑپ کر پریشے خان کو دیکھا جنھوں نے انہیں فوراً آرام کرنا چاہا۔

ایمبولینس اب گھر کے آگے رک چکی تھی، اسٹریچر سے پارس شمشاد کی باڈی کو نکالے دو نرس اسے لیے فارس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

"فارس بھائی! آپ، آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ گھر کیوں آ گئے؟ پارس کو ہسپتال لے کر گئے تھے نا آپ، تو اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے؟ کون رکا ہے اس کے پاس؟ بابا؟ انکل؟ آپ۔۔۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ پارس کے پاس کون ہے؟" وہ تیزی سے فارس کی جانب بڑھے اس سے خوفزدہ سی سوال کرتی آخر میں چلا اٹھی۔

فارس نے سرخ نم نگاہوں سے اسے دیکھا اور سینے سے لگا گیا۔

پیچھے سے گھر میں داخل ہوتی پارس شمشاد کی میت وہ نہ دیکھ سکی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" سونیا بھابھی کے الفاظ اس کے کانوں سے ٹکرائے۔

"نن۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ پپ۔۔ پارس۔۔ نہیں" وہ پاگلوں کی طرح سر نفی میں ہلاتی فارس کے بازوؤں کو خود سے دور کرنے لگی۔

"پارسس!" زبیدہ شمشاد چلاتی اس کی میت کی جانب بھاگی جسے اب زمین پر رکھے وہ دونوں نرس جا چکے تھے۔

"پارس۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ پارس" وہ اسکے بے جان وجود کو، اس کی میت کو جھنجھوڑتی رو دی۔

شمشاد قریشی اور گلفام خان بھی ان کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

شمشاد قریشی اپنے جذبات پر بند باندھے بیوی کو سنبھالنے کی ناکام سی کوشش کی جت گئے۔۔۔خود کو فارس کے حصار سے آزاد کیے امید لڑکھڑاتی پارس کی میت کے پاس آبیٹھی۔

"پارس؟پارس۔۔۔میں جانتی ہوں یہ تم نہیں ہو۔۔۔یہ تم نہیں ہوسکتے۔۔۔یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔تم،تم ایسے کیسے جاسکتے ہو۔۔۔مجھے چھوڑکر؟اپنے دوستوں کو،اپنے بھائی بھابھی کو چھوڑکر۔۔۔نہیں نہیں یہ تم نہیں ہو۔۔۔کوئی اور ہے،ان سب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔تم بھلا کیسے ہوسکتے ہو؟"اس کے حلق میں گرہیں پڑ گئی۔

وہ آنکھوں دیکھے سچ کو جھٹلانا شروع ہوگئی۔

"اوہ!اب میں سمجھی۔۔یہ سب،یہ سب سچ نہیں ہے۔۔۔ایک خواب ہے،میرا!امید کا ڈراؤنا خواب۔۔۔دیکھنا ابھی آنکھ کھل جائے گی میری اور سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا،پہلے کی طرح نارمل۔۔ہاں بالکل ایسا ہی ہوگا!"وہ مسکراتی،آنکھیں تیزی سے میچتی خود کو بازوؤں کے گھیرے میں لیتی تسلی دینے لگی۔

"یہ ایک براخواب ہے۔۔۔ایک بہت خواب امید۔۔۔پارس یہی ہے،تمہارے پیرنٹس،دوست،پارس سب یہی ہے۔۔۔کوئی کہی نہیں گیا"وہ بڑبڑائے گئی۔

ایک منٹ،دومنٹ۔۔۔پانچ منٹ۔۔۔ڈراؤناخواب نہ ٹوٹا!

وہ بے دم سی کسی ہارے جواری کی مانند اس کی میت کو تکنے لگ گئی۔

"تو یہ ایک ڈراؤنی حقیقت ہے، تم واقعی میں ہمیں چھوڑ کر چلے گئے پارس!"

"میں سب کو اطلاع دے دیتا ہوں" گلفام خان بیوی کے کان میں بولے۔

"گلفام! وجہ مت بتائیے گا!" پریشے خان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا پارس کے بے جان وجود کو دیکھ کر۔

"اِتنا بے رحم نہیں ہوں میں" وہ بیوی کو جھڑکتے سائڈ پر ہوئے تمام دوست احباب اور سوسائٹی کے لوگوں کو کال کیے اطلاع دینے لگ گئے۔

"سرپرائز!!" ہاتھ میں کیک کا ڈبہ تھامے وہ تینوں پرجوش سے گھر میں داخل ہوئے۔

مگر سامنے موجود منظر کو دیکھ کر کیک کا ڈبہ حسام کے ہاتھ سے چھوٹا زمین پر جا گرا۔

"فارس بھائی؟" حسام نے اسے دیکھا جو قمیض کی آستین سے آنکھیں رگڑتا اسے آگے بڑھ کر سینے سے لگا گیا۔

"جو خدا کو منظور!" حسام کی آنکھوں میں یکدم ڈھیروں پانی در آیا۔ ایک آنسو ٹوٹا گال پر بہہ گیا۔ سوچنے سمجھنے کی حس مانو جیسے سلب کر لی گئی ہو۔

آدھے گھنٹے تک تمام جاننے والوں کو اطلاع کر دی گئی تھی۔۔ دور دراز شہروں میں موجود رشتہ دار بھی سامان باندھے اپنے اپنے گھروں سے نکل چکے تھے۔

شمشاد قریشی کے گھر صفِ ماتم بچھ چکی تھی۔

کانگریچولیشنز پارس اور ساتھ ہی اول پوزیشن کی سجاوٹ والا کیک وہی بیچ دروازے میں گر ارہا۔

دیوار سے پشت ٹکائے امید یک ٹک اسے دیکھے گئی جو پر سکون سا آنکھیں موندے ان سب دکھوں سے بہت دور نکل گیا تھا۔

"پارس نے ایسا کیوں کیا؟" یہی ایک سوال ان سب کے ذہنوں میں چل رہا تھا۔

"میت لے جانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔" آگے بڑھ کر دل پر پتھر رکھے فارس بولا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔۔ میرا بچہ نہیں۔۔ نہیں فارس" زبیدہ قریشی غم سے نڈھال، اس کی میت سے لپٹ گئی۔

"زبیدہ!" شمشاد قریشی نے انہیں سہارہ دیا انکی خود کی آنکھیں بھی چھلک اٹھی۔

یہ منظر دیکھ امید اونچی آواز میں قہقہ لگا اٹھی۔

"امید؟" پریشے خان نے آگے بڑھ کر اسے ٹوکنا چاہا مگر وہ پریشے کو ایک جانب کرتی ان دونوں میاں بیوی کی جانب چلی آئی۔

آنکھوں میں بلا کی نفرت اور غصہ۔

"اب یہ رونا دھونا کیوں؟ یہ ڈرامہ کیوں؟ جو چاہتے تھے وہ تو ہو گیا نا! پارس مر گیا۔۔۔ انسان ختم، قصہ ختم۔۔۔ تو یہ سب، اوہ! اچھا اچھا! دنیا کو بھی تو دکھانا ہے کہ کتنا دکھ ہے اپنی اس اولاد کے مر جانے کا جسے نجانے کتنی بار خود اپنے ہی ہاتھوں سے موت کے منہ میں دھکیلا تھا آپ دونوں نے۔۔۔ اب کس بات کا غم۔۔۔" ان کی جانب درشتگی سے انگلی اٹھائے وہ غرائی۔

"امید! تمیز سے۔۔۔ تم میرے ماں باپ سے کس لہجے میں بات کر رہی ہو؟" فارس غصے سے اس پر بھڑکا۔

باقی موجود عوام خاموش تماشائی بنی انہیں دیکھنے لگی۔

شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی کے چہرے کا رنگ بدلا، تو کیا ان کا سچ یوں سامنے آنے والا تھا، وہ یوں دنیا کے سامنے ایکسپوز ہونے والے تھے۔

"نہیں فارس بھائی۔۔۔ماں باپ نہیں ہیں یہ۔۔۔جلاد ہے جلاد۔۔۔قصائی اور پارس وہ مرغی جسے انہوں نے حلال کرڈالا۔۔۔مارڈالا اسے۔۔۔"وہ فارس کی جانب مڑی اس کی سرد نگاہوں کو دیکھ فارس ٹھٹھکا۔

"امید کیا کہہ رہی ہو؟"فارس کا دل تیزی سے دھڑکا۔

"پارس نے خودکشی نہیں کی فارس بھائی۔۔۔اس کا قتل ہوا ہے اور یہ ہیں اس کے قاتل۔۔خودکشی نہیں تھی یہ۔۔۔"

"خودکشی؟"وہاں موجود تمام لوگوں کو سانپ سونگھ گیا۔

"پارس نے خودکشی۔۔۔"حسام کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔

"یہ ماں باپ نہیں ہیں فارس بھائی۔۔۔ماں باپ ایسے نہیں ہوتے۔۔۔آپ جانتے ہیں یہ کیا کرتے تھے پارس کے ساتھ؟"اس کی آواز رندھ گئی۔

"یہ لڑکی پاگل ہوچکی ہے۔۔گلفام اپنی بیٹی کو لے کر جاؤ یہاں سے"شمشاد قریشی غرائے۔

"امید چلو۔۔۔"گلفام خان نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔

"نہیں کہی نہیں جاؤں گی میں۔۔۔ آج سچ بتا کر رہوں گی میں۔۔۔"اس نے غصے سے انہیں دور دھکیلا۔

"مار ڈالا پارس کو انہوں نے۔۔۔ یہ قاتل ہیں"وہ دھاڑی۔

"ماں باپ نہیں ہیں یہ لوگ۔۔ سانپ ہیں جو اپنے ہی بچوں کو کھا جائے۔۔۔ یہ بھی کھا گئے اسے۔۔۔"

"یہ۔۔۔ یہ اسے مارتے تھے، بری طرح مارتے تھے، جانوروں کی طرح پیٹتے تھے اسے۔۔۔ اتنا مارتا کہ اس کی خال ادھڑ جائے۔۔۔ اور ہر بار، ہر بار ہسپتال لے جاتے اور کوئی نہیں کہانی بنا لیتے۔۔۔ بہت مارتے تھے اسے فارس بھائی، بہت زیادہ۔۔۔ یہ گھر نہیں جہنم تھی اس کے لیے۔۔۔"وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہاں یکدم سناٹا چھا گیا۔۔۔ سب لوگوں نے بیک وقت دونوں میاں بیوی کو دیکھا جو کسی سے بھی نظر ملانے کی تاب نہ لا سکے۔

"اس کی کسی بات پر یقین مت کرو فارس یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔" شمشاد قریشی امید کو دیکھ دھاڑے۔

"میں نے اسے بہت کہاں، بار بار کہاں کہ فارس بھائی کو سب کچھ بتادو پارس۔۔۔انہیں اپنے حالات سے آگاہ کر دو۔۔۔وہ تمھیں اس جہنم سے نکال لے گے۔۔۔ مگر ہر بار، ہر بار کچھ ایسا ہوتا کہ وہ بات نہیں کر پاتا اور یہ میاں بیوی پھر نئے سرے سے اسے دکھ، تکلیف، اذیت اور زخم دیتے۔۔۔اسے مارتے تھے، فورس کرتے تھے کہ وہ ٹاپ کرے تاکہ تمام لوگوں کے سامنے ان کا سر فخر سے اونچا ہو جائے۔۔۔پارس بیٹا نہیں تھا ان کا فارس بھائی۔۔۔وہ تو ایک ربورٹ تھا جو ان کے حکم کے تابع تھا۔۔۔"امید کے الفاظ ٹوٹنے لگے۔

"انہوں نے مار دیا اسے۔۔۔پارس کو مار ڈالا۔۔۔یہ خودکشی نہیں قتل ہے فارس بھائی۔۔۔"وہ زمین پر گر گئی، ہمنہ اور سدرہ دونوں نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔

زبیدہ قریشی کی رونے کی آواز سن پر وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھے انہیں شانوں سے تھام گئی۔

"اب آپ کیوں رو رہی ہے؟اوہ! کہی پارس کے رزلٹ کی وجہ سے تو نہیں؟"امید نے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھا، وہاں موجود کسی شخص کو وہ اس لمحے اپنے حواسوں میں نہ لگی۔

"نہیں، نہیں رونے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو۔۔۔آنسوؤں صاف کرے، خوشیاں منائے، جشن منائے، مٹھایاں بانٹے۔۔۔پارس نے ٹاپ کیا ہے۔۔۔بورڈ ٹاپ۔۔۔اور وہ مجھے کالج میں

بیٹ کر تا پورے پنجاب بورڈ کا ٹاپر بن چکا ہے۔۔۔تو رونے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔۔۔"اس کا لہجہ ٹھنڈا ٹھار تھا۔

"اور آپ! محترم" شم۔۔شاد قریشی"(شمشاد قریشی کے نام پر خاصہ زور دیا گیا) آپ یہاں کھڑے مجھے کیا گھور رہے ہیں۔۔جائے اپنے بزنس پارٹنرز میں فلیکس کرے کہ آپ کے بیٹے نے ٹاپ کیا ہے۔۔یہی تو چاہتے تھے نا آپ دونوں؟بورڈ پوزیشن،اسی کی خاطر تو اسے ذہنی اور جسمانی اذیت دیتے تھے نا۔۔۔تو اب یہ اتنا ڈرامہ کیوں؟یہ رونا دھونا؟اوہ ہاں!سوسائٹی پریشر! سمجھ گئی میں(سر ہلائے اس نے سمجھنے کا اشارہ کیا)۔۔۔اب لوگوں کے سامنے قائم کی اپنی جھوٹی موٹی محبت بھری فیملی کا بھرم بھی تو رکھنا ہے نا،دکھانا تو ہے نا کہ پارس کے مرنے پر کتنے دکھی ہیں آپ دونوں ورنہ لوگوں کو شک نہ ہو جائے۔۔۔کمال کے اداکار ہیں آپ کے والدین فارس بھائی۔۔۔بیٹے کی میت پر بھی ڈرامہ جاری وساری ہے"تالیاں بجائے اس نے تلخ مسکان لیے فارس کو دیکھا۔

"امید!امید میری بات سنو۔۔۔مناسب وقت نہیں ہے ان سب باتوں کا یہ۔۔۔"ہمنہ آگے بڑھتی دھیمے سے بولی۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو یہ مناسب وقت نہیں ہے کیونکہ جو وقت مناسب تھا وہ تو گنوا دیا ہم نے۔۔۔ہماری بے وقوفی نے،اس سوچ نے کہ شاید،شاید یہ بدل جائے گے۔۔۔شاید انہیں ہم پر

ترس آجائے۔۔۔خیال آجائے کہ ہم ان کی اولاد ہے؟"اب کی باراس نے کٹیلی نگاہوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھا جو شرمندگی سے نگاہیں چرا گئے۔

"جنازے کا وقت ہو رہا ہے فارس۔۔۔پارس کو مزید تکلیف نہیں دے سکتے، کم از کم مرنے کے بعد تو نہیں"پارس کے ماموں نے آگے بڑھے فارس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

شمشاد قریشی بھی جنازے کو ہاتھ دینے کو آگے بڑھے جب فارس انہیں روک چکا تھا۔

"جن ہاتھوں نے میرے بھائی کو موت کے منہ میں دھکیلا میں قطعًا ان ہاتھوں کو اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میرے بھائی کا جنازہ اٹھائے۔۔۔"فارس کی سرد آواز پر شمشاد قریشی کا ازلی غصہ عود آیا۔

"میں تمہارا باپ ہوں فارس اور اس لڑکی کی باتوں میں آکر کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم مجھ سے؟"شمشاد قریشی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ امید گلفام کا گلا گھونٹ ڈالے۔

"مجھے تاعمر اس بات کا افسوس رہے گا"اشارہ ان کا خود کو باپ کہے جانے پر تھا۔

شمشاد قریشی کو بیٹے کا جنازہ اٹھانے کی اجازت نہ ملی اور گلفام خان تو وہ بیٹی کی تلخ، سوال کرتی نگاہوں خود پر محسوس کیے ہمت نہ جتا پائے۔

"فارس بھائی! وہ کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔اگر پانچ منٹ مل جاتے تو"

"یار پارس زیادہ امپورٹنیٹ ہے؟ دراصل فلائیٹ کا ٹائم ہونے والا ہے اور ہم پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں" فارس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھے عجلت میں کہا تھا۔

"نہیں اتنی بھی امپورٹنٹ نہیں۔۔۔اگلی بار سہی"

کندھے پر اس کی میت اٹھائے فارس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

"پارس!" حسام چلاتا اس کے پاس آ بیٹھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"سی" پارس نے سسکی بھری۔

"کیا ہوا؟ اوئے یہ تمہارے چہرے پر کیسا نشان ہے؟" حسام نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر نگاہ اس کے چہرے پر گئی جو ہلکا سرخ تھا۔

"وہ کل رات ٹھیک سے سو نہیں پایا تو کندھے میں تکلیف ہے۔۔۔" پارس نے اگلی بات کو سرے سے نظر انداز کیا۔

"اور یہ نشان؟" حسام نے چہرے کی جانب انگلی اٹھائی۔

"پتہ نہیں تم نے ابھی آکر بتایا تو معلوم ہوا۔۔۔" پارس انجان بنتا کندھے اچکا گیا۔

حسام نے گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔اس کا دوست، اس کا بھائی کس قدر تکلیف میں تھا اور وہ انجان رہا، اس کی جھوٹی کہانیوں پر یقین کرتا رہا۔

"فارس بھائی!" اس نے یکدم فارس کو پکارا۔

"کیا کسی طرح پارس واپس نہیں آسکتا؟" قبر میں اترتے اس کے مردہ وجود کو تکے حسام نے فارس نے سوال کیا جو اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ گیا۔

"اس نے ایسا کیوں کیا بھائی؟" یہ ایک معمہ تھا جس کا حل ہونا بے حد ضروری تھا۔

"اس نے حرام موت کو گلے کیوں لگایا؟ وہ اتنا کمزور تو نہیں تھا!" حسام کے حلق میں گرہیں پڑ گئیں۔

فارس خاموش رہا، جامد خاموشی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"پارس مر گیا۔۔۔ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔۔۔اسے قتل کر دیا۔۔۔وہ چلا گیا۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔اب واپس نہیں آئے گا" وہ فرش پر بیٹھی آگے پیچھے کو جھولے خود سے دھیمی آواز میں بڑبڑاتی سب کو پاگل لگی۔

"امید؟"ہمنہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"پارس چلا گیا ہمنہ۔۔۔ کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔۔ میرا دل، میرا دل اس بات کو قبول نہیں کرپارہا۔۔۔ اب تک تو اسے دفنا دیا ہو گا نا ان لوگوں نے؟"ہمنہ اسے سینے سے لگا گئی۔

"وہ مجھے میرے رویے کے لیے معاف کیے بنا چلا گیا ہمنہ۔۔۔ ابھی تو میں نے اس سے معافی بھی نہیں مانگی تھی، اسے وہ بریسلیٹ بھی تو دینا تھا نا 'بیسٹ فرینڈز' والا۔۔۔ وہ بھی نہیں دیا۔۔۔ میں نے اسے وہ بریسلیٹ نہیں دیا۔۔۔ وہ بریسلیٹ۔۔۔"امید حواس باختہ اس کے حلقے میں کسی پنچھی کی مانند پھڑ پھڑائی۔

"امید بسس کردو یہ پاگل پن کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کب سے تماشے پر تماشہ لگائے جارہی ہو تم۔۔۔ اپنی زبان کو لگام دو ورنہ۔۔۔"پریشے خان اس کے قریب آتی برہمی سے گویا ہوئی۔

"میں تماشہ لگا رہی ہوں؟"امید نے زخمی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"ہاں! بس بہت ہو گیا اب گھر چلو۔۔۔"غصے سے دانت پیسے اس کا بازو تھام لیا۔

"گھر؟ گھر کیوں جانا ہے؟ اوہ یاد آیا۔۔۔ میں بورڈ میں سیکنڈ آئی ہوں نا۔۔۔ مجھے تو ٹاپ کرنا تھا پارس کو ہرانا تھا، مگر میں سیکنڈ آگئی۔۔۔ ابھی اس کی سزا بھی تو باقی ہے نا؟"وہ آنکھیں پھیلائے معصومیت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"تو کیا سزا ہے میری؟میری باڈی بھی پنکھے سے لٹکا دی جائے گی؟مجھے بھی بیلٹ سے مارا جائے گا؟پھر ہسپتال لے جا کر کوئی جھوٹی کہانی بنا کر ڈاکٹر کو پیسے کھلا کر زبان بند کروا دے گے آپ لوگ؟کیا کریں گے؟"

"پارس نے بہت اچھا کیا مر گیا۔۔۔جان چھٹی ان سب جھمیلوں سے اس کی۔۔۔مجھے بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔۔۔شاید تب ہی یہ تکلیف ختم ہو جائے۔۔۔"خود سے بڑبڑائے وہ تیزی سے اٹھتی کچن کی جانب بھاگی اور ایک تیز دھار چھری نکالتی اپنی کلائی پر رکھ دی۔

"امید دد!"وہ سب چلائے اس کے پیچھے بھاگے۔

"امید!بیٹا اسے واپس رکھو۔۔۔کیا کر رہی ہو؟"گلفام خان کی سانسیں سینے میں اٹکی۔

"وہی جو بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔۔آپ کو بورڈ میں میری پوزیشن چاہیے تھی میں نہیں لا پائی۔۔۔آپ کی دھمکی اچھے سے یاد ہے مجھے۔۔۔وہ پارس تھا وہ مار سہہ لیتا تھا میں نہیں سہہ سکتی۔۔۔میں گھٹ گھٹ کر، تکلیفوں کے انبار تلے نہیں مرنا چاہتی تو ایک ہی بار قصہ تمام۔۔۔"وہ پاگل جنونی ہو چکی تھی۔

"امید خدارا چاقو نیچے رکھ دو۔۔۔"سدرہ بے بسی سے لبوں پر ہاتھ رکھے رو دی۔

اپنی دوستوں کو روتے دیکھ امید کی آنکھیں ایک بار پھر جھلملائی۔

"مجھے اب زندہ نہیں رہنا، میں تھک گئی ہوں۔۔۔روزانہ کی موت مرنے سے اچھا ہے انسان ایک بار ہی مر جائے۔۔۔"

"امید پلیز پارس کو کھو دیا ہے تمہیں نہیں کھونا چاہتے ہم۔۔۔"سدرہ گھٹی آواز میں ملتجی ہوئی۔

"ایک بار ہمارا سوچ لو امید۔۔۔"ہمنہ نے اس کی منت کی۔

"تم لوگوں کو سوچتے ہی تو اتنے سال جی لیا۔۔۔بس اب اور نہیں۔۔۔پارس مر گیا!ان سب نے اسے مار دیا۔۔۔چند ماہ کے غم کے بعد سب پھر ویسا ہو جائے گا۔۔۔امید پر پھر سے ٹاپ کرنے کا پریشر آ جائے گا۔۔۔چند ماہ بعد بھی تو مرنا ہے نا تو ابھی کیوں نہیں"وہ اپنے لڑکھڑاتے الفاظ پر قابو پائے سوالیہ نگاہوں سے ان سب کو دیکھنے لگی۔

اچانک!اچانک!دماغ کی ایک نس بری طرح کھینچی گئی۔۔۔یوں جیسے کسی نے بالوں کو پکڑے بری طرح پیچھے کو کھینچا ہو۔

"آہ!"چاقو ہاتھ سے زمین پر جا گرا اور امید وہ چکراتی زمین کی زینت بنتی اس سے پہلے ہی گلفام خان آگے بڑھ کر اسے تھام چکے۔

"امید!امید!آنکھیں کھولو۔۔۔امید میری بچی۔۔۔"اس کا گال تھپتھپائے وہ چلائے۔

تیزی سے اسے گود میں بھرے وہ اور پریشے خان باہر کو بھاگے۔

حسام کی گاڑی میں موجود 'امید گلفام' کی سیکنڈ پوزیشن کا کیک گرمی کی شدت سے پگھلتا سیٹ خراب کر گیا۔

گھر کی جانب واپس آتے حسام اور فارس گلفام خان کی باہوں میں موجود بے ہوش امید کو دیکھ بری طرح چونکے۔

"فف۔۔فارس۔۔۔"سونیا بھابھی کی پکار پر وہ اس کی جانب مڑا۔

"سونیا یہ امید۔۔۔"

"وہ ٹھیک نہیں ہے فارس۔۔۔پارس کی موت نے اسے گہرہ صدمہ پہنچایا ہے۔۔۔وہ خود کو مارنے لگی تھی۔۔۔اپنی نس کاٹنے لگی تھی۔۔۔"سونیا اس کے شانے سے لگی رودی۔

حسام کی آنکھیں مزید بھیگ گئیں۔۔۔ہمنہ منہ پر ہاتھ رکھے رودی اور سدرہ۔۔اس کے لیے دوسری سانس لینا محال ہو گیا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔میں نے پارس کو مار دیا۔۔۔میری وجہ سے اس نے حرام موت کو گلے لگالیا۔۔۔میں ہوں اس کی اصل قصوروار!"سدرہ پتھرائی نگاہوں سے گلفام خان کی دور جاتی گاڑی کو دیکھتی بلند آواز میں بولی۔

یکدم کئی گردنیں اس کی جانب مڑی۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو سدرہ؟ ہوش میں تو ہو؟ تم نے کیا کیا ہے؟"ہمنہ نے اسے گھر کا۔

"کیا تم نے امید کی بات نہیں سنی تھی ہمنہ؟ پارس کے پیرنٹس اسے مارتے تھے،اسے فورس کرتے کہ وہ ٹاپ کرے۔۔۔اور میرے پرینک نے اسے مار دیا!"اس کی آواز میں گہرہ رنج و ملال تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## صبح کے گیارہ بجے:

بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہلتے پارس کو بے صبری سے رزلٹ کا انتظار تھا مگر شمشاد قریشی کے الفاظ کسی تلوار کی مانند اس کے سر پر لٹک رہے تھے۔

"حسام کیا تم میرا رزلٹ چیک کر دو گے؟"اس نے تیزی سے حسام کو میسج کیا۔

"شیور بڈی"حسام نے سمائلی فیس کے ساتھ اسے فوراً ریپلائے دیا۔

رزلٹ آ چکا تھا،پارس شمشاد کی سانسیں سینے میں اٹکی۔

ایک جانب امید،دوسری جانب پارس تو تیسری جانب ہمنہ،سدرہ اور حسام جو اس وقت سدرہ کے گھر موجود تھے۔

رزلٹ آ چکا!پارس شمشاد نے ٹاپ کیا تھا۔

"پارس نے ٹاپ کیاہے پورے بورڈ میں اور ہماری امید سیکنڈ آئی ہے!" وہ تینوں خوشی سے جھوم اٹھے۔

اپنے پاس ہونے سے زیادہ دوستوں کے پوزیشن لینے کی خوشی تھی۔

"ارے جلدی جلدی پارس کو کال ملا کر خوش خبری سناتا ہوں" حسام نے بتیس کے بتیس دانت باہر نکالے موبائل اٹھایا۔

"رکو ایسے نہیں۔۔۔ایک پرینک کرتے ہیں!" سدرہ نے تیزی سے موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹا۔

"کیسا پرینک؟" ان دونوں نے ابرو اچکائے اسے دیکھا۔

سدرہ شرارتی مسکرا دی۔

"پارس کو بتاؤ کہ وہ فورتھ آیا ہے۔۔۔"

"لیکن کیوں؟"

"اوہو پوری بات تو سن لو۔۔۔پارس نے اپنا رزلٹ چیک نہیں کیا ہم پرینک کریں گے کہ وہ فورتھ آیا ہے۔۔۔پھر کیک اس کے گھر لے جا کر اسے سرپرائز دیں گے۔۔۔امید کو بھی ملا لیتے ہیں اس

پلان میں۔۔۔کیسا آئیڈیا ہے؟سوچو کتنا حیران رہ جائے گا وہ؟کم آن گائز۔۔۔ایک یادگار لمحہ ہوگا یہ۔۔۔"اس کے زور دینے پر وہ دونوں بھی مسکرا دیے۔

"چلو پھر بیکری چلے۔۔۔"وہ دونوں حسام کی گاڑی میں بیٹھ گئی جو وہ بڑی منتوں سے اپنے بھائی سے مانگ کر لایا تھا۔

"افف لڑکیوں اور کتنی دیر۔۔۔ایک کیک ہی تو لینا ہے۔۔۔"حسام نے چڑ کر انہیں دیکھا اور پھر ٹائم کو۔۔۔اتنا وقت ہونے کو آیا مگر انہوں نے ابھی تک کوئی کیک پسند نہیں کیا تھا۔

"ہششش۔۔ہمیں غور کرنے دو۔۔۔کوئی اچھا سا فلیور لے گے۔۔۔ریڈ ویلوٹ لے لے؟یا پھر فدج؟رافائے لو والا کیسا رہے گا؟"وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مگن تھیں۔

"پائن ایپل اور چاکلیٹ کے علاوہ بھی فلیور ہوتے ہیں؟"حسام نے منہ کھولے انہیں دیکھا۔

"ویسے انتہائی شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے حسام۔۔۔تو اور تم ہم سب کی برتھڈے پر کیا کھاتے رہے ہو؟"ہمنہ نے ناپسندیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مجھے کیا پتہ۔۔۔میں تو سفید والے کو پائن ایپل اور براؤن کو چاکلیٹ کیک سمجھتا رہا"وہ کندھے اچکا گیا۔

"لڑکیوں جلدی کرو۔۔۔اب تک تو پارس کے گھر والوں نے بھی اسے سچ بتادیا ہو گا۔۔۔کیا فائدہ اتنی لیٹ کرنے کا۔۔۔سرپرائز تو فوراً دینا بنتا ہے۔۔۔"حسام کلس کر بولا تو وہ دونوں بھی تیزی سے دو کیک پیک کروا گئیں۔

"چلو چلو جلدی چلاؤ گاڑی۔۔۔ہمیں لیٹ مت کروادینا!"حسام توان کی الزام تراشی پر فقط سر جھٹک سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"پارس؟"حسام کا ریپلائے آتے ہی پارس نے تیزی سے اس میسج کو دیکھا۔

"مبارک ہو تم پاس ہو گئے۔۔"

"میری پوزیشن کیا بنتی ہے حسام؟"تیزی سے میسج دیا اب وہ سانس روکے حسام کو 'ٹائپنگ' کرتے دیکھ رہا تھا۔

"فورتھ!"موبائل پارس شمشاد کے ہاتھوں سے چھوٹا زمین پر جا گرا۔

شمشاد قریشی کی تمام تر دھمکیاں ذہن میں گونجی۔

آنکھوں میں مرچیں ابھرنے لگیں۔۔۔وہ تیزی سے بھر آئی۔۔۔

چاروں جانب یکدم اندھیرا چھا گیا۔۔۔نکلنے کی کوئی راہ نہ ملی۔۔۔پارس شمشاد سوچ چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

الماری میں موجود رسی وہ نکال چکا تھا جو پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔۔۔

سٹول پر کھڑے ہوئے اس کی نگاہوں کے سامنے بچپن سے اب تک کے تمام تلخ مناظر گھومے۔وہ ناکام ہو چکا تھا،پارس شمشاد ناکام ٹھہرا،یقیناً اب اس کا انجام عبرتناک ہونے والا تھا،شمشاد قریشی اسے مار ڈالتے،مگر مرنے سے پہلے ملنے والی اذیت سہنے کی اس میں ہمت نہیں بچی تھی تو،،اور جب مرنا ہی تھا،موت ہی مقدر تھی تو آسان موت کیوں نہیں۔۔۔وہ آسان نہیں حرام موت کو گلے لگانے چلا تھا جس کا اسے رتی برابر احساس نہیں ہو پایا تھا۔

گہری سانس بھری سٹڈی ٹیبل کی کرسی کھینچے اس نے دو خطوط کو دیکھا جو وہ رات میں پہلے سے ہی لکھ چکا تھا۔۔۔یعنی وہ اس آسان (حرام) موت کا منصوبہ پہلے ہی بنا چکا تھا۔

اسٹول پر کھڑے ہوئے اس نے پنکھے سے رسی لٹکائی،ماضی بھی پسِ پردہ چلنے لگا۔

(میری بات غور سے سنو پارس ابھی کچھ دیر میں باہر کھڑے ایک انکل آئے گے تم سے پوچھے گے کہ یہ سب کیسے ہوا؟ تمہیں انہیں یہی بتانا ہے کہ سکول میں ایک بچے نے لڑائی کے دوران تمہیں پیٹا سمجھے؟اور اگر ایسا نہ کیا تو تمہیں یہاں سے بہت دور چھوڑ آؤں گا،وہ جگہ تمہارے لیے بالکل

بھی اچھی نہیں، وہاں نہ تو بچوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور روزانہ انہیں مارا جاتا ہے، ساتھ ہی ساتھ ان سے کام بھی کروائے جاتے ہیں۔۔۔ کیا تمہیں وہاں جانا ہے؟)

پارس کے حلق میں کانٹے چبھے۔۔۔ وہ معصوم پارس جس کے دماغ میں بورڈنگ اسکول کا ڈر بٹھا دیا گیا تھا۔

(ایک بات یاد رکھنا اگر تمہاری اس بے وقوفی کی وجہ سے اس لڑکی کے نمبر تم سے زیادہ آئے تو تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ ڈالوں گا میں)

رسی دونوں ہاتھوں سے تھامے اپنی گردن میں ڈالی۔

(کہاں تھا نا کہ اگر وہ لڑکی تم سے زیادہ نمبر لائی تو بہت انجام ہو گا۔۔۔ اور دوا سے اپنے نوٹس۔۔۔ ارے وہ لڑکی تمہارے ہر اتی زیادہ نمبر لے چکی ہے۔۔۔ سب ہنسے گے مجھ پر کہ شمشاد قریشی کا بیٹا ایک لڑکی سے ہار گیا۔۔۔ ایک لڑکی سے!۔ وہ غراتے بنار کے اس پر تشدد جاری رکھے ہوئے تھے۔)

وہ پیچھے سے رسی کی گرہ سخت کر چکا تھا۔

(وہ کل کی آئی لڑکی میرے اصولوں میں دخل اندازی کر رہی ہے، تمہارے منع کرنے کے باوجود بھی اس نے اتنی ہمت جتائی کہ سب کچھ تمہارے بھائی کو بتا سکے اور تم اس کی مدد بھی کرنے

والے تھے اگر تمہاری ماں عین وقت پر نہ پہنچتی، اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی خاطر تم اپنے باپ سے غداری کرنے والے تھے۔۔۔ بولو اس کی کیا سزا دوں تمہیں؟۔)

آنکھیں بند کیے وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔۔۔ امید نے اس کے لیے اسٹینڈ لیا تھا۔

(جانتے ہو تمہاری وجہ سے آج کس قدر ذلالت کا سامنا کرنا پڑا مجھے! وہ گلفام اس کی ہنسی، اس کی طنزیہ باتیں میرے اندر آگ لگا دی جو کبھی نہ بجھ سکے۔۔۔ اور یہ سب کس کی وجہ سے ہوا؟ تمہاری وجہ سے! تم ہو زمہدار ان سب کے۔۔۔ وہاں موجود ہر شخص مجھ پر ہنس رہا تھا کہ میرا بیٹا ایک لڑکی سے ہار گیا)

یوں محسوس ہوا جیسے شمشاد قریشی اس کے قریب کھڑے چلا رہے ہو۔

("امید نے بہت محنت کی تھی" وہ سر جھکائے دھیمے سے بولا

"اور تم کیا کر رہے تھے؟ اس کے گھر کی چوکیداری؟" واز اٹھائے زور سے زمین پر پٹخا تھا انہوں نے۔)

امید کے خلاف بولے گئے وہ الفاظ آج بھی اس کا دل چیر گئے۔

("اس سال زیادہ محنت کروں گا میں!" پارس نے انہیں یقین دلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ فلحال وہ ان کا غصہ کم کرنے کی کوشش میں تھا۔

"وہ تو تم کرو گے اور اگر ایسا نہ ہوا تم ہار گئے تو خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے گلے میں تمہاری موت کا پھندا لٹکاؤں گا میں!" اس کا کالر جکڑے اسے صوفہ سے کھینچتے وہ اس کے چہرے پر چلائے تھے۔)

پھندا؟ پارس نے آنکھیں کھولے گردن میں موجود پھندے کو دیکھا۔

("وہ کل کی آئی لڑکی مجھے دھمکی دے کر گئی۔۔۔ کہتی ہے کہ اگر میں نے پارس پر ہاتھ بھی اٹھایا تو پولیس کو بتادے گی۔۔۔ مجھے وارننگ دے رہی تھی وہ، مجھے! میں کون ہوں؟ کوئی راہ چلتا پھتیچڑ جسے وہ دھمکاتی پھرے؟ وہ،، وہ کیا سمجھتی ہے مجھے؟۔۔۔ یہ سب، ان سب کی وجہ تم ہو، تم ہی ہو اس مسئلے کی اصل جڑ۔۔۔ جی تو چاہتا ہے تمہیں ختم کر ڈالوں! آہ!!!(انہوں نے اپنے بال نوچے)۔۔۔ جانتی ہو وہ کیا کہہ کر گئی ہے مجھے؟ (وہ اب زبیدہ قریشی کی جانب مڑے) کہہ کر گئی کہ پارس کو اکیلا مت سمجھیے گا میں ہوں اب اس کے ساتھ" اپنی سانسیں درست کرتے پارس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔

'امید اس کے باپ سے ملی تھی؟ انہیں وارننگ دی تھی؟ اور یہ سب امید نے اس کے لیے کیا تھا؟ کیا اسے ڈر نہیں لگا؟ خوف نہیں آیا۔۔۔ وہ اس کی خاطر شمشاد قریشی سے ملی تھی؟ انہیں دھمکی دی تھی' پارس کی آنکھیں نم ہوئی، آنسوؤں سے بھری آنکھیں مگر پہلی بار تھا کہ پارس شمشاد کی آنکھوں سے گرے آنسوؤں خوشی کے تھے۔)

("اس بار بورڈ میں ٹاپ کرنا ہے تمہیں۔۔۔اگر ایسا نہ کیا تو میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان نکالوں گا! شمشاد قریشی کا بیٹا پارس شمشاد بورڈ ٹاپر۔۔۔بس یہی سننا ہے مجھے ہر ایک کی زبان سے۔۔۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات؟ یاد رکھنا ٹاپ کرنا ہے تمہیں۔۔۔ورنہ تمہاری کھال ادھیڑ ڈالوں گا!")

"شمشاد قریشی کا بیٹا پارس شمشاد ایک ناکارہ لڑکا" وہ اذیت سے ہنس دیا۔

("اینٹری ٹیسٹ کی تیاری کیسی چل رہی ہے؟" کھانے کی میز پر وہ تینوں افراد موجود تھے جب شمشاد قریشی نے سوال اٹھایا۔

"اچھی" ایک حرفی جواب۔

"کیا مطلب اچھی؟ میں تمہاری اتنی زیادہ فیس اس لیے نہیں بھر رہا کہ مجھے جواب میں 'اچھی' سننے کو ملے۔۔۔میری بات اپنے دماغ میں اچھے سے بٹھالو پارس تمہیں ٹاپ کرنا ہے اینٹری ٹیسٹ میں۔۔۔ شمشاد قریشی کا بیٹا پارس قریشی نہ صرف بورڈ ٹاپر بلکہ اینٹری ٹیسٹ میں بھی ٹاپ کرنا ہے تمہیں۔۔۔"

"ٹاپ تمہیں ہی کرنا ہے پارس۔۔۔میں فلحال اِسی بات کو ہضم نہیں کر پارہا کہ تم نے تیاری اس لڑکی کے بنائے گئے نوٹس کے زیرِ اثر کی تھی اور اب اگر تمہاری اول پوزیشن نہ آئی تو میں انہیں ہاتھوں سے تمہاری جان نکال دوں گا!")

وہ جان تو کب سے نکال رہے تھے مگر آہستہ آہستہ۔

(کاش!کاش کہ تم پیدا نہ ہوئے ہوتے پارس۔۔۔کاش تم کبھی ہماری زندگیوں میں نہ آتے۔۔۔آج تمہاری وجہ سے مجھے جس زلت کا سامنا کرنا پڑا تمہیں اس کا زرا سا بھی اندازہ ہے؟تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو پارس۔۔۔دل تو چاہتا ہے اپنی زندگی سے اس دن کو باہر نکال پھینکوں جس دن تم اس دنیا میں آئے تھے۔۔۔تم میرے گناہوں کی ایک بھیانک سزا ہو۔۔۔اور آج میں خود کو اِس سزا سے آزاد کروا کر ہوں گا!"

"کاش کہ تم مر جاؤ پارس!")

پارس شمشاد نے اذیت سے آنکھیں میچی۔

یکدم خود پر کسی کی نگاہوں کا حصار محسوس ہوا،بالکونی کی جانب دیکھا جہاں دوسری جانب موجود امید پھٹی نگاہوں سے پارس کو دیکھتی،سر نفی میں ہلائے چلا رہی تھی مگر اس کے الفاظ پارس تک پہنچے ہی کہاں تھے۔

)

"تمہاری وجہ سے میری پوری زندگی برباد ہوگئی پارس۔۔۔ جب سے تم آئے ہو میری زندگی میں، مجھ پر زندگی تنگ ہوگئی، میں کھل کر سانس نہیں لے پائی۔۔۔ کسی سکول ٹرپ پر نہیں جا سکی، فیملی گیدرنگز اور فنکشنز چھوڑ دیتی کیونکہ مجھے 'دا گریٹ پارس' کو ہرانہ ہے اور ٹاپ کرنا ہے۔۔۔ مجھ سے میرا سب کچھ دور ہو گیا، میرے خواب، میرے شوق سب کچھ (وہ اونچی آواز میں چلائی)۔۔۔ مگر پھر بھی میں نے کبھی بھی تمہیں کسی بات کے لیے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا کیونکہ (وہ سانس لینے کو رکی) کیونکہ اس سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی، اور جب تمہاری حقیقت مجھ پر عیاں ہوئی تو اپنی تکلیفیں اور مشکلیں چھوٹی لگنے لگی۔۔۔ تم تو مجھ سے بھی بڑی جہنم میں تھے (وہ حلق تر کرتی کچھ دیر کو رکی) مگر تم نے کیا کیا؟ تم تو وہ سانپ نکلے جس نے وقت آنے پر اپنے کو ہی ڈس لیا۔۔۔ کیا میری زندگی پہلے کم مشکلوں سے گھیری تھی جو تم نے مجھ پر مزید اسے تنگ کر دیا پارس؟ (باہیں پھیلائے امید نے ہونٹ بھینچے سوال داغا)۔۔۔ مانا میری تکالیف تمہاری تکلیفوں اور زخموں کے سامنے چھوٹی تھیں مگر تکلیف میں تو میں بھی تھی نا پارس، زخمی تو میں بھی تھی۔۔۔ پھر تم نے میرے زخموں کو مزید گہرہ کیوں کیا؟ تم نے آخر ثابت کر دیا کہ ہو تو تم بھی شمشاد قریشی کی اولاد، ان کا خون۔۔۔ بے حس"

پارس کا وجود زلزلوں کی زد میں گھیر گیا۔ہاتھ کی پشت سے امید نے بے دردی سے آنسوؤں کو رگڑا۔

"کاش پارس!کاش کہ تم کبھی یہاں نہ آئے ہوتے،میری زندگی میں نہ آئے ہوتے۔۔۔کاش کہ میں کبھی تم سے نہ ملی ہوتی تو میری زندگی کتنی پر سکون ہوتی،بالکل ویسی جیسی تمہارے آنے سے پہلے ہوا کرتی تھی"وہ خوابدیدہ انداز میں بولتی بے دردی سے ہنسی۔

"کاش پارس وقت پیچھے کو چلا جائے،کسی دِن آنکھ کھلے تو میں وہی چھوٹی سی امید فورتھ کلاس کی امید ہوں جس کی زندگی میں کسی پارس کا کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔۔۔جو اپنے ماں باپ کی لاڈلی تھی۔۔۔جس کی تمام خواہشات پوری ہوتی تھی۔۔۔کاش"اس کے الفاظ ٹوٹنے لگا اور پارس کو اپنا دل ٹوٹتا محسوس ہوا۔

"تم واپس کیوں نہیں چلے جاتے پارس؟واپس چلے جاؤ،وہاں چلے جاؤ جہاں سے تم آئے تھے۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ وہاں پارس۔۔۔چلے جاؤ اور کبھی واپس نہ آنا"دونوں ہاتھوں سے اسے پیچھے کو دھکیلے وہ اس پر زور سے چلاتی امید وہاں سے جا چکی تھی۔(

"آئی ایم سوری امید ہر اس تکلیف،اس اذیت کے لیے جو تم نے میری وجہ سے جھیلی،مگر اب میں جارہا ہوں نا تمہاری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے،دیکھنا اب کوئی تمہیں نہیں ستائے گا،تمہیں

والدین تمہیں پوزیشن لانے پر مجبور نہیں کریں گے، میرے ماں باپ تمہیں طعنے نہیں دیں گے ۔۔۔ گڈبائے امید۔۔۔" وہ نم بے جان نگاہوں سے اسے کے دور جاتے وجود کو تکتا پنکھے پر موجود رسی سے جھول گیا۔

اسکی سانسیں تھمنے لگی، تکلیف بے حد۔۔ مگر شاید اتنی نہیں جتنی شمشاد قریشی دیا کرتے تھے۔۔۔وہ ادھ کھلی نگاہوں سے فارس کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ ایمبولینس میں آخری سانسیں گنتا فارس کی تڑپ کو دیکھ رہا تھا۔

دل یکدم مطمئن ہوا! چلو کوئی تو تھا جسے اس کے جانے سے فرق پڑتا۔

کچھ کہنے کو لب کھولے مگر مزید مہلت نہ ملی، اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے!

پارس شمشاد کا وجود ختم ہو چکا، روئے زمین پر اس کے نام کا چیپٹر ختم ہوا۔

"دا اینڈ!"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈاکٹر !ڈاکٹر !میری بیٹی۔۔۔" اسٹریچر پر موجود اس کے وجود کو دیکھے گلفام خان اونچی آواز میں چلائے۔

امید کو جلد ہی ایمرجینسی وارڈ میں لے جایا گیا۔۔۔ گلفام خان اور پریشے خان نے بے بسی سے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کیا۔۔۔ تین گھنٹوں کا طویل انتظار، مگر ڈاکٹر نے کچھ خاطر خواں نہ بتایا۔

"سر ؟"

"جی ؟" نرس کے پکارتے گلفام خان فوراً الرٹ ہوئے۔

"ڈاکٹر سر آپ کو اپنے کیبین میں بلا رہے ہیں۔۔۔" دونوں میاں بیوی تیزی سے کیبین کی جانب بڑھے۔

"آیئے مسٹر اینڈ مسز خان۔۔۔ آیئے بیٹھیے۔۔۔" چشمے کی اوٹ سے انہیں تکے ڈاکٹر نے بیٹھنے کی اوفر کی، ہاتھ میں ایک فائل تھی غالباً امید کی رپورٹ تھی۔

"ہماری بیٹی امید ؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" گلفام خان کے لہجے میں تڑپ تھی۔

کل رات تک بیٹی کو دھمکی دینے والا باپ آج بالکل ڈھے گیا تھا، دل میں خوف نے کنڈلی مارلی۔

"دیکھئے جناب میرے پاس آپ دونوں کے لیے ایک اچھی اور ایک بری خبر ہے "ڈاکٹر نے گہری سانس خارج کیے فائل بند کیے ٹیبل پر رکھی۔

"سب ٹھیک تو ہے نا ڈاکٹر؟" پریشے خان کی زبان لڑکھڑائی۔

"امید کو برین ٹیومر ہے۔۔۔" دونوں میاں بیوی کی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔

"امید کو برین ٹیومر؟" ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں وہ دونوں بولے۔

"لیکن اچھی خبر یہ ہے کہ چونکہ ابھی سٹارٹ ہے تو علاج سے ریکور ہو سکتی ہے وہ!" ڈاکٹر نے دونوں پر طائرانہ نگاہ ڈالے انہیں آگاہ کیا۔

"کیا سچ میں؟ ہماری بیٹی ٹھیک ہو جائے گی نا؟" گلفام خان کی آنکھیں چمکی۔

ڈاکٹر مسکرایا۔

"جی مگر امید کی کنڈیشن کافی کریٹیکل ہے۔۔۔ بچی نے بہت ذہنی دباؤ لیا ہے اور اگر آگے بھی ایسا ہی ہوتا رہا تو بہت مشکل ہو جائے گا! آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات؟"

"جج۔۔۔ جی بالکل ہم اس کا مکمل دھیان رکھے گے۔۔۔ بس ہماری بچی کو بچا لیجئے گا آپ۔۔" انہوں نے بھیک مانگی تھی۔

"ڈونٹ وری مسٹر خان ہم ہمارا سو فیصد دیں گے۔۔۔"ڈاکٹر نے مسکرا کر ان کا حوصلہ باندھا۔

" آرام سے۔۔۔دھیان سے۔۔۔"بالکل کسی موم کی گڑیا مانند اس کا خیال رکھتے وہ دونوں اسے گھر میں اس کے کمرے میں لے آئے تھے۔

امید بس لبوں کو سیے جامد نگاہوں سے ان کے بدلتے رویے کو دیکھ رہی تھی۔

"ہنہ !ڈھونگ "اس نے ہنکارہ بھرا۔

"کچھ چاہیے میرے بچے کو؟بھوک لگی ہے؟کچھ کھانا ہے؟پاستا؟پاستا پسند ہے نا امید کو۔۔۔جائے گلفام پاستا آرڈر کریں۔۔۔اور امید کی فیورٹ جگہ سے کیجیۓ گا۔۔۔"پریشے خان نے فوری گلفام خان کو حکم دیا جنھوں نے جھٹ اپنا موبائل نکال لیا تھا۔

"سونا ہے مجھے،نیند آئی ہے"وہ بولی تو لہجہ سپاٹ تھا۔

"بیٹا مگر یوں خالی پیٹ سونا ٹھیک نہیں۔۔۔تھوڑا سا کھانا کھا لو اوکے!"امید نے بحث نہیں کی۔۔۔جانتی تھی یہ لوگ اپنی من مانی کریں گے۔

تھوڑی دیر میں پاستا آ چکا تھا دونوں میاں بیوی نے امید کے کمرے میں بیٹھ کر اس کے ساتھ کھانا کھایا۔۔۔جو امید کھا کم رہی تھی اور سوچیں نجانے کہاں تھیں۔

اسے میڈیسن کھلائے اس کے سونے کا یقین کرتے وہ دونوں کمرے سے جا چکے تھے۔

"کیا میری زندگی پہلے کم مشکلوں سے گھیری تھی جو تم نے مجھ پر مزید اسے تنگ کر دیا پارس؟"

"کاش کہ میں کبھی تم سے نہ ملی ہوتی تو میری زندگی کتنی پر سکون ہوتی، بالکل ویسی جیسی تمہارے آنے سے پہلے ہوا کرتی تھی"

"چلے جاؤ اور کبھی واپس نہ آنا"

آدھی رات کا وقت، ذہن میں گونجتے تلخ الفاظ اور پنکھے پر جھولتی پارس کی لاش۔

"پارسس!" وہ چلاتی یکدم اٹھ بیٹھی۔

گہرے سانس بھرتی وہ تیزی سے بیڈ سے اترتی بالکونی کی کھڑکی کھولے وہاں چلی آئی۔

"پارس؟" اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

وہ سامنے ہی اپنی بالکونی میں کھڑا مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا اور ہاتھ ہوا میں ہلایا۔

"میں آؤں؟" امید نے اشارے سے سوال کیا۔

"آجاؤ" اشارے سے جواب دیے وہ مسکراتا اسے بے حد عزیز لگا۔

امید خوشی سے جھومتی نیچے اترتی تیزی سے گیٹ کا دروازہ کھولنے لگی۔

"امید؟"گیٹ کھولنے کی آواز سنتے ہی گلفام خان کمرے سے باہر آئے۔

اسے پاگلوں کی طرح یوں دیکھ ان کی آنکھیں پھیلی۔

"امید رکو۔۔۔"

وہ ہر آواز کو نظر انداز کرتی مسکراتی شمشاد قریشی کے گھر کی جانب بھاگی۔۔۔دروازہ زور زور سے بجایا۔

"امید؟"فارس جو ابھی سویانہ تھا،سرخ گریہ نگاہوں سے امید کو دیکھا۔

"پارس!"وہ ہنستی اس کے کمرے کی جانب بھاگی۔

"امید رکو کہاں جارہی ہو؟"اس کے ماں باپ،فارس اور سونیا چاروں اس کے پیچھے بھاگے۔

"پارس!پارس کہاں ہو تم؟دیکھو میں آگئی؟"بالکونی میں کھڑے وہ یہاں سے وہاں چکر کاٹتی اونچی آواز میں چلائی۔

"امید کیا ہو گیا ہے؟ہوش میں آؤ!"فارس نے اسے شانوں سے تھاما۔

"فارس بھائی۔۔وہ پارس۔۔۔پارس زندہ ہے۔۔۔میں نے ابھی، ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے دیکھا۔۔وہ یہاں کھڑا تھا، ٹھیک یہی اسی جگہ پر وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا، ہاتھ ہلایا۔۔۔اسی نے تو بلایا ہے مجھے۔۔۔"وہ فارس کو یقین دلانے لگی۔

فارس کی آنکھیں بھر آئیں، دل میں درد کی ٹیس اٹھی۔

"ہوش میں آؤ امید۔۔۔پارس مر چکا ہے۔۔۔وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔۔۔"گلفام خان نے اسے اپنی جانب کھینچے اسے شانوں سے تھام کر ہلایا۔

"وہ زندہ ہے میں نے دیکھا ہے اسے۔۔۔"امید بھی اسی زور سے چلائی۔

"وہ تمہارا خواب تھا"انہوں نے دانت پیسے۔

"وہ میرا خواب نہیں تھا۔۔۔"امید کی آنکھیں یکدم لال انگارہ ہو گئیں۔

"پارس جا چکا ہے امید۔۔۔وہ ہم سب کو چھوڑ کر جا چکا ہے۔۔۔اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہو گا تمہیں۔۔۔"فارس زخمی انداز میں بولا۔

امید کا وجود یکدم سرد ہوا، آنکھیں بھرنا شروع ہو گئیں۔۔۔وہ ہچکیوں میں روتی زمین پر جا بیٹھی۔

"آپ سب نے اسے مار دیا۔۔۔آپ سب نے مارا ہے اسے۔۔"وہ پوری قوت سے چلائی۔

"کاش، کاش آپ ایسا نہ کرتے۔۔۔ کاش آپ ہم میں مقابلہ بازی نہ کرتے تو آج وہ زندہ ہوتا۔۔۔ کیا مل گیا آپ کو یہ سب کر کے؟ آخر کیا ملا (وہ دھاڑی)، وہ مر گیا، پارس مر گیا۔۔۔ اب تو بہت خوش ہو گے نا آپ۔۔۔ آپ کی بیٹی کو اب کوئی ہرا نہیں سکے گا، اب تو پہلی پوزیشن آپ کی بیٹی۔۔۔ مبارک ہو آپ کو۔۔۔ آپ جیت گئے جو چاہتے تھے وہ ہو گیا۔۔۔ پارس نام کا کانٹا نکل گیا آپ کی زندگی سے۔۔۔" وہ تو جیسے انہیں کٹہرے میں لے آئی تھی۔

"امید بس!" فارس نے آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہا۔

"آپ تو رہنے دے۔۔۔ خود کو پارس کا بڑا بھائی بولتے تھے، اس کا خیر خواں مگر آپ نے کیا کیا؟ پانچ منٹ نہیں دے سکے اسے کہ وہ پانچ منٹ جو اس کی زندگی بچا پاتے۔۔۔ اگر، اگر آپ اس کی ایک بار بات سن لیتے تو آج وہ زندہ ہوتا۔۔۔ اور سب سچ جاننے کے بعد بھی کیا کیا آپ نے؟ کیا اسٹینڈ لیا اس کے لیے۔۔۔ اپنے باپ کے روبرو ہوئے؟ ان سے سوال کیا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ پارس کو مرے اتنے گھنٹے ہو گئے اس کو انصاف دلوانے کے لیے کیا کیا آپ نے؟ آپ سب قاتل ہیں اس کے، سب قصوروار ہیں۔۔۔ سب نے مل کر اسے اِس نہج پر پہنچا دیا کہ وہ۔۔۔ وہ اپنی جان اپنے ہاتھوں سے نکال لے۔۔۔" امید نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو دیکھا۔

"کسی کو معاف نہیں کروں گی، کسی کو بھی نہیں۔۔۔" دماغ کی نس میں یکدم کھینچاؤ محسوس ہوتے وہ درد سے بے حال ہوتی فرش پر گرتی ہوش گنواہ چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چند ماہ بعد:

"گڈمارننگ امید! اٹھ گیا میرا بچہ؟" پریشے خان مسکراتی اس کے کمرے میں داخل ہوئی جو بے جان نگاہوں سے سامنے موجود گھر کی بالکونی کو تکے جارہی تھی۔

"گرمی ہورہی ہے بہت، پردے آگے کردیتی ہوں دھوپ نہیں آئے گی کمرے میں" وہ اس کی توجہ بالکونی پر مرکوز دیکھ جلدی سے اٹھی۔

"سردیوں کی دھوپ سے گرمی نہیں لگتی۔۔۔" امید نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا چلو چھوڑو سب آؤ ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ تمہارے بابا بے صبری سے ویٹ کررہے ہیں تمہارا" وہ بات گول کرتی اس کا ہاتھ تھامے نیچے ڈائننگ ٹیبل پر چلی آئی۔

"میری بیٹی آگئی؟ دیکھو آج تمہاری پسند کا ناشتہ بنایا ہے۔۔۔ آلو کے پراٹھے۔۔۔" گلفام خان اسے دیکھ کر جی اٹھے۔

ملازمہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر پراٹھے سروکیے۔

"یہ میرا ناشتہ نہیں ہے۔۔۔" امید پلیٹ پرے کو کھسکھائے سادہ انداز میں بولی۔

ان دونوں نے گہری سانس خارج کیے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"میں کیسے فکر نہ کروں میری بیٹی کی کنڈیشن آپ کے سامنے ہیں۔۔۔ایک فیصد بھی بدلاؤ نہیں آیا اس کے انداز میں۔۔۔" گلفام خان اس لمحے امید کے سائیکاٹرسٹ کے پاس موجود تھے۔

"دیکھو گلفام ایسا نہیں ہے کہ امید ٹھیک نہیں ہو سکتی، مسئلہ یہ ہے کہ وہ ٹھیک ہونا ہی نہیں چاہتی۔۔۔"

"تو اب؟ اب میں کیا کروں بتاؤ مجھے؟" وہ غصے سے ڈاکٹر پر گرجے۔

"میں نے کہاں تھا کہ اس کا روم بدل دو۔۔۔"

"کوشش کی تھی اور اس پر امید کا ردعمل۔۔۔میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔میں اپنی اولاد نہیں گنواہ سکتا"

"تم امید کو اس شہر سے کہی دور لے جاؤ۔۔۔نادرن ایریا کی جانب؟ تمہارے مطابق وہ روزانہ صبح و شام بلاناغہ اس لڑکے کی بالکونی کو دیکھتی جس نے اپنی جان لے لی، تو میرا مشورہ یہی ہے کہ اسے ان سب سے دور لے جاؤ۔۔۔ نئی جگہ جائے گی ذہن اس واقعہ سے ہٹے گا۔۔۔مجھے یقین ہے کہ اس کی

طبیعت میں سدھار اپنے آپ آجائے گا!"ڈاکٹر کی بات گلفام خان کے دل کو لگی،کچھ سوچتے انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بیگم ایسا کرے جلدی سے ہم تینوں کے بیگس پیک کر لے۔۔۔"

"خیریت؟"رات کے کھانے پر گلفام خان نے مسکرا کر امید کی پلیٹ میں کھانا ڈالے پریشے خان کو حکم دیا۔

"جی بالکل۔۔۔ بھئی میں نے ہماری امید کے لیے ایک فیملی ٹرپ پلان کیا ہے۔۔۔پہلے ہم کراچی جائے گے سی۔سائیڈ انجوائے کریں گے۔۔۔اور پھر نادرن ایریا وہاں سے آگے۔۔۔"

"واہ بھئی بڑے ٹرپ پلان کیے جارہے ہیں امید کے لیے۔۔"پریشے خان نے مصنوئی غصہ اپنائے شرارت سے شوہر کو دیکھا۔

"ہاں تو تمہیں اتنی جلن کیوں ہو رہی ہے؟دیکھ رہی ہو امید اپنی ماما کو کیسے ہم باپ بیٹی کے بیچ میں آرہی ہے۔۔۔"انہوں نے امید کو باتوں میں انوالو کرنا چاہا۔

وال کلاک پر نگاہ ڈالے امید خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھتی کمرے میں جا کر اسٹڈی ٹیبل کی کرسی کھینچتی وہاں بیٹھتی سامنے موجود کتاب کھولے اسے تکے گئی۔

گلفام خان نے رنجیدگی سے سر جھکا لیا۔

امید کی ذہنی حالت کو دیکھتے چند ماہ گلفام خان نے اسے کسی بھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن نہیں دلوایا تھا۔۔۔پارس کے واقعہ نے انہیں خوفزدہ کر ڈالا تھا وہ امید کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔۔۔وہ اس کی خودکشی کی چند کوششوں سے بھی خوفزدہ ہو چکے تھے۔

امید کے ٹائم ٹیبل پر وہ گہری پریشانی میں جا چکے تھے، وہ اپنے ٹائم ٹیبل کے مطابق روزانہ تین بجے اٹھتی، کتابیں کھولے انہیں دیکھتی رہتی یہاں تک کہ ساڑھے پانچ نہ بج جاتے، جیسے ہی وقت ہوتا وہ بالکونی میں جا بیٹھتی اور چھ بجے کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھے سامنے والی بالکونی کو تکتے رہتی۔۔۔

دوائیوں کا ایک پلندہ جو روزانہ کھانا ہوتا اسے۔۔۔

اب ڈاکٹر کے ہی مشورے پر گلفام خان پاکستان ٹور کا پلان بنا چکے تھے۔

اور آج وہ شہر کراچی کے سمندر کے قریب واقع ایک فیملی ہٹ میں بوکنگ کروائے مقیم تھے۔۔۔

اپنے وقت کے مطابق ٹھیک تین بجے امید کی آنکھ کھلی۔۔۔پیاس کی شدت اور سر میں اٹھتا گہرہ درد وہ لڑکھڑائے بیڈ سے اٹھتی ایک نگاہ پاس سوئی ماں پر ڈالے ان کے ہینڈ بیگ کی جانب بڑھی۔۔۔نیم اندھیرا اور دوائی کی تلاش ہینڈ بیگ زمین پر گرتا اندر موجود تمام چیزیں باہر نکال چکا تھا۔۔

وہ مطلوبہ دوائی کھائے واپس سب کچھ رکھنے کو نیچے بیٹھی جب نگاہ ایک خاکی رنگ کے لفافے پر گئی

'پارس کی جانب سے امید کے نام'

"پارس۔۔۔" ہر کام چھوڑے اس نے تیزی سے وہ خط کھولا۔

"پیاری امید!

میری بہترین دوست۔۔۔ میرے ہر دکھ کی ساتھی۔۔۔ جب تک تمہیں یہ خط ملے گا تب تک شاید میں اس دنیا میں نہیں رہوں گا۔۔۔ کچھ باتیں ہیں جو تم سے کرنا چاہتا ہوں مگر شاید موقع نہ مل پائے۔۔۔ سب سے پہلے تو تمہارا شکریہ، ہمیشہ میرے ساتھ دینے کے لیے، میرے ساتھ رہنے کے لیے۔۔۔ دوسری بات میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اس تکلیف کے لیے جو میری وجہ سے تمہیں ملی، مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں امید میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔ پارس مر تو سکتا ہے مگر اپنی وجہ سے امید کو زلیل و رسوا نہیں ہونے دے سکتا۔۔۔ مگر میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری تکلیف کو۔۔۔ تم نے بالکل ٹھیک کہاں تھا امید اگر میں نہ ہوتا، میں نہ آتا تو تمہارے ساتھ یہ سب کبھی نہ ہوتا۔۔۔ اسی لیے میں نے فیصلہ لیا ہے کہ اب میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہاری زندگی سے دور چلا جاؤں گا۔۔۔ تم نے کہا تھا نہ کے وہی چلا جاؤں جہاں سے آیا ہوں تو اب میں وہی جا رہا ہوں۔۔۔ میں اللہ میاں کے پاس سے آیا ہوں نا تو انہی کے پاس جا رہا ہوں۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی کہ

میں ایک اچھا انسان بن سکوں، مجھ سے جڑے سب رشتوں کی امیدوں پر پورا اتر سکوں مگر میں ناکام رہا۔۔۔ڈیڈ چاہتے تھے کہ میں ٹاپ کروں، بس ایک ہی تو خواہش تھی ان کی مگر میں ناکام رہا۔۔۔تم سے دوستی نبھانے میں ناکام رہا۔۔۔میری وجہ سے تم سب نے بہت تکلیفیں جھیلی ہیں۔۔۔اور اب وقت آچکا کہ میں تم سب کو ان تکلیفوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد کردوں۔۔۔تم چاہتی تھی نا کہ میں کہی بہت دور چلا جاؤں تو بس جارہا ہوں اتنی دور کہ اب کبھی واپس نہیں آؤں گا۔۔۔بلاؤ گی بھی تو بھی نہیں آؤں گا!"خط امید کے ہاتھ سے زمین پر گر گیا۔

اس کا پورا وجود سناٹے کی زد میں آگیا۔۔۔

دوسروں کو پاس کا قاتل سمجھنے والی وہ تو اصل میں خود اس کی قاتل نکلی۔۔۔اس کی زبان سے ادا ہونے والے وہ زہریلے الفاظ پارس شمشاد کو مار چکے تھے۔

یکدم فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی، گلا گھونٹتا محسوس ہوا۔

وہ لڑکھڑاتی بے جان قدم اٹھاتی باہر ساحلِ سمندر پر چلی آئی۔۔۔ہر اٹھتے قدم پر اسے اپنے جسم سے جان جاتی محسوس ہوئی۔۔۔وہ سمندر کی لہروں کے قریب پہنچتی وہاں گھٹنوں کے بل گری۔۔۔پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔

اس کے ہاتھ میں موجود 'بیسٹ فرینڈز' کے وہ دو بریسلیٹ بے معنی سے محسوس ہونے لگے۔

ہتھیلی میں موجود ان بریسلیٹس کو تکتے اسے کتنا وقت گزر گیا وہ اندازہ نہ لگا پائی، سورج سر پر چڑھ آیا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

دماغ میں بس ایک ہی جملہ گونجنے لگا 'امید گلفام پارس شمشاد کی قاتل'

ہوش تب آیا جب ایک شرارتی بچہ اس کی جانب آتا ہاتھ میں موجود بریسلیٹ کھینچنے لگا۔

"چچ۔۔ چھوڑو۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔" امید ہڑبڑائی مگر بچہ کھیل سمجھتا مزید کھینچنے لگا۔

اس کھینچا تانی میں پارس کے لیے بنائے گئے بریسلیٹ کے موتی ٹوٹتے لہروں کی نظر ہو گئے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے۔۔۔ توڑ دالا اسے۔۔۔ یہ کیا کر ڈالا تم نے" بچے کو شانوں سے تھامے اس قدر زور سے جھنجھوڑا کہ وہ رو اٹھا۔

"میرے بیڈز۔۔۔ بیڈز کہاں گئے۔۔۔" وہ پاگلوں کی مانند سمندر کی آگے آتی لہروں میں بریسلیٹ کو ڈھونڈنے لگی۔

"امید! امید!" دور کہی سے پریشے خان کی چلانے کی آواز سنائی دی جسے ان سنی کرتے وہ دیوانہ وار ان بیڈز کو ڈھونڈتی سمندر کے گہرے حصے کی جانب بڑھتی گئی۔

"امید۔۔۔" اسے جھٹکے سے باہر کو کھینچ پریشے خان نے اسے گلے لگایا۔

"مجھے چھوڑے، مجھے چھوڑے ماما۔۔۔مجھے جانا ہے۔۔۔"

"امید"انہوں نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"بس کردو میری جان اور کتنا ستاؤ گی ہمیں۔۔۔"وہ بے بسی سے رودی۔

امید نے گم سم نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"میں نے اسے مارا ماما۔۔۔پارس کی قاتل میں ہوں۔۔۔"وہ بولی تو انہیں چونکا گئی۔

"امید پاگل تو نہیں ہوگئی؟ کبھی کہتی ہو اس کے ماں باپ نے اسے مارا، کبھی اس کے بھائی نے، کبھی ہمیں قصوروار ٹھہراتی ہو اور اب خود پر بات لے آئی ہو۔۔۔"وہ اسے جھنجھوڑتے بے بسی سے بولی۔

امید واپس ریت پر آبیٹھی۔

"آپ نے مجھ سے وہ خط کیوں چھپایا؟"اس کے سوال پر پریشے خان کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا۔

"آپ نے وہ خط پڑھ لیا نا۔۔۔آپ اس سچ سے آگاہ تھی نا کہ پارس نے خودکشی میری وجہ سے کی تھی!میں ہوں اس کی قاتل۔۔۔"یکدم امید کو سانس لینے میں گہری دشواری پیش آئی۔

"میں نے اسے کہا تھا کہیں دور چلا جائے وہ اتنی دور کہ پھر کبھی واپس نہ آسکے اور اس نے میرے لفظوں پر عمل کیے خود کو ختم کر ڈالا۔۔۔اسے خودکشی تک لے جانے والی میں تھی۔۔۔" اٹک اٹک کر اس نے ایک ایک لفظ بولا۔

آنکھیں دھندلا گئیں۔منہ کھولے گہرہ سانس بھرا۔

"ما۔۔ما۔۔۔مجھے، مجھے سانس نہیں آرہی ماما۔۔۔میرا دم، میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔ماما" وہ گلے پر ہاتھ رکھے چلا دی۔

"امید!امید!" پریشے خان نے تیزی سے اس کا چہرہ تھپتھپایا جو ان کی باہوں میں درد سے دوہری ہوتی جارہی تھی۔۔۔اس کے دل میں یکدم بے تحاشہ تکلیف اٹھی۔

گلفام خان جو مسکراتے ٹرے میں تین جوس کے گلاس سجائے ان کی جانب آرہے تھے ٹرے وہی پھینکتے وہ تیزی سے امید کی جانب بڑھے۔

"امید۔۔۔امید میرا بچہ آنکھیں کھولو۔۔۔" تیزی سے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

آنکھیں کھولنے کی ناکام سی کوشش کرتے بلآخر جسم میں موجود آخری چند سانسیں بھی ختم ہوئی۔

گلفام خان کا ہاتھ ان کے پہلو میں آگرا۔

"گلفام جائے ایمبولینس کو کال کریں۔۔۔" پریشے خان چلائی مگر وہ گم سم سے بے جان امید کو دیکھے گئے جو آج سچ میں انہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

کوئی عمل کوئی تدبیر کام نہ آئی۔

دماغ کی مریضہ امید دل بند ہو جانے سے مر گئی!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"چائے پیو گے؟" وہ دونوں ابھی ابھی واک سے ایک ساتھ ہمنہ کی جانب آئے تھے جب ہمنہ نے اسے چائے کی پیشکش دی۔

"شیور!" حسام نے دھیمے انداز میں سر ہلایا۔

وہ دونوں گھر میں داخل ہی ہوئے تھے کہ اپنے ماں باپ کو پریشانی سے ایک دوسرے سے باتیں کرتے دیکھ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ماما پاپا سب ٹھیک تو ہے نا آپ دونوں کہیں جا رہے ہیں؟" ہمنہ نے آگے بڑھ کر سوال کیا۔

"گلفام بھائی کی کال آئی۔۔۔امید۔۔"

"امید! کیا ہوا اسے؟"

"کچھ نہیں۔۔۔دراصل اس کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے تو وہ اپنا ٹرپ کینسل کیے اسے گھر لا رہے ہیں بس اسی کی خیر خیریت پوچھنے جا رہے ہیں۔۔۔تم دونوں بھی چلو" وہ اصل وجہ بتانے کی ہمت نہ جتا پائے۔

"ہاں ہم چلے گے۔"

امید کے گھر پہنچتے ہی ان دونوں کو زور کا جھٹکا لگا، یہاں معاملہ الگ تھا، وہاں کئی لوگ موجود تھے۔

"پاپا؟" اس سے پہلے ہمنہ کچھ پوچھ پاتی ایمبولینس کی آواز پر اس کے قدم لڑکھڑائے، اس نے تیزی سے باپ کا بازو تھاما۔

"آپ نے۔۔۔آپ نے کہا تھا امید کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔۔" ہمنہ کا لہجہ لڑکھڑایا۔

ایمبولینس نکالی جانے والی باڈی امید گلفام کی تھی۔

حسام کو سانس لینے میں مشکل ہوئی۔۔۔

ہمنہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کا ایک اہم حصہ اس سے کٹ کر جدا ہو گیا ہو۔

ہر جانب آہ و بکا جاری و ساری تھی۔

شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی رونے کی آوازیں سنتے باہر آئے تو محسوس ہوا جیسے پیروں تلے زمین نکل چکی ہو۔

"امید؟" شمشاد قریشی کا لہجہ لڑکھڑایا، آنکھوں میں بے شمار آنسوؤں در آئے۔

گاڑی کے جھٹکے سے رکتے ہی تیزی سے نکلتی سدرہ اس کی میت کے قریب گھٹنوں کے بل گر گئی۔

یوں محسوس ہوا جیسے سب کچھ ختم ہو گیا، سب کچھ۔۔۔ کب میت کو نہلایا گیا، کب اسے دفنانے کو قبرستان لے کر گئے گلفام خان اور پریشے خان کو کوئی ہوش نہیں رہی۔

ان کی دنیا ختم ہو گئی، کل کائنات لٹ گئی۔

"پریشے؟" گلفام ان کے قریب آبیٹھے۔

"وہ ہمیں ایسے کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہے گلفام؟ اتنی جلدی؟ ایسے کیسے؟ ابھی، ابھی تو اس نے یونیورسٹی جانا تھا۔۔۔ آپ کا بزنس سنبھالنا تھا۔۔۔ ہمیں اس کی شادی بھی تو کرنی تھی۔۔۔ آپ کو، آپ کو یاد ہے مسز نہال؟ انہوں نے ہم سے امید کا رشتہ مانگا تھا۔۔۔ کتنے ارمان تھے، کتنے خواب سجائے تھے۔۔۔ وہ ایسے کیسے چلی گئی گلفام؟" ان کی باہوں میں ٹوٹتی بکھرتی وہ شدتِ غم سے رو دی۔

گلفام خان کے پاس تھا ہی کیا فقط دلاسے کے؟

امید کے تدفین ہوتے ہی شمشاد قریشی اپنے کمرے میں چلے آئے۔۔۔ان کی ضد، بے وجہ کی انا نے ان سے ان کے قیمتی اور انمول رشتوں کو چھین لیا۔

فارس چھوڑ کر چلا گیا، پارس مر گیا، امید بھی چلی گئی۔۔۔نام نہاد کی پوزیشن کے علاوہ کچھ نہ بچا۔

"آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کبھی پارس کو کچھ نہیں کہے گے، آپ کو معاشرے میں ایک نام چاہیے تھا، جس کے لیے میں تھا۔۔۔ مگر آپ کی خود غرضی نے ہم سے ہمارا سب کچھ چھین لیا۔۔۔ آپ نے مجھ سے کیا وعدہ توڑا آج میں آپ دونوں سے ہر تعلق، ہر رشتہ ختم کر کے جا رہا ہوں۔۔۔میں نہیں چاہتا میری آنے والی اولاد ایک ایسے گھر میں پرورش پائے جہاں پر آپ جیسے بڑے موجود ہو"

اپنی بات کہے فارس جا چکا تھا، وہ دن اور آج کا دن ایک بار بھی ان سے بات نہ کی، تمام سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے انہیں بلاک کر چکا تھا وہ۔۔۔

ایک ساتھ دونوں بیٹے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ایک امید تھی جسے چوری چھپے دیکھتے، اس میں فارس کو ڈھونڈتے تو دل کو گویا سکون آجاتا مگر وہ بھی چلی گئی۔۔

پریشے خان نے سرخ نگاہوں سے اس خط کو دیکھا جو فارس جانے سے پہلے امید کے لیے دے کر گیا تھا، وہ اس خط کو پڑھ چکی تھی، امید کو نہیں دینا چاہتی تھی۔

کاش !کاش وہ اس خط کو اسی وقت پھاڑ دیتی، جلا دیتی۔۔۔کیوں سنبھالے رکھا اسے ؟

بیرونِ ملک موجود فارس کی پاکستان سے جڑی رہنے والی آخری وجہ بھی ختم ہو گئی۔۔۔اب وہاں کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

**چند سال بعد:**

"پارس !امید !دھیان سے چوٹ مت لگوا لینا!" یہ ہمنہ تھی احتیاط سے اپنے بڑھے ہوئے پیٹ پر ہاتھ رکھے اپنے دونوں بچوں کو تلقین کرتی جو شرارتی سے کھیلنے میں مگن تھے۔

"ویلکم بیک ہوم !" دھیما سا مسکرائے اس نے اس گھر کو دیکھا جو کبھی اس کے والدین کا ہوا کرتا تھا، ماں باپ بیٹے کے ساتھ کہی اور شفٹ ہوئے تو گھر میں ہمنہ اپنی فیملی سنگ آ بسی۔

کچھ پرانے دوست یاد آئیں۔۔۔واٹس ایپ کھولا تو سب سے اوپر گروپ کو دیکھا جہاں کبھی وہ پانچوں ہوتے تھے آج اس میں بس امید اور پارس رہ گئے تھے۔وہ تینوں اس کا حصہ نہیں تھے مگر ان کو یاد رکھنے کو اس گروپ کو ڈیلیٹ نہیں کیا تھا۔

"آرام سے محترمہ۔۔۔" پیچھے سے آتے شوہر کی بات پر وہ مسکرا دی۔

**پنجاب کالج:**

لیکچر دے کر فری ہوئے حسام نے کلاس سے باہر قدم رکھا تو بریک کی وجہ سے ہر جگہ رش ہی رش تھا۔۔۔ایسے میں سب دوستوں کو ایک ساتھ کھل کر جیتے دیکھ آنکھیں نمی سے مسکرا دی۔۔۔اپنا وقت یاد آیا اور ساتھ جڑی چند تلخ یادیں بھی۔

سب اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ گئے اور سدرہ، تو سدرہ ایک ذہنی مریضہ بن چکی تھی۔

"میرے ایک چھوٹے سے پرینک نے مجھ سے میرے دو عزیز جان دوستوں کو چھین لیا۔۔۔میں ان کی قاتل ہوں!" ہر بار دوہرائے جانے والا جملہ ایک بار پھر سے دوہرایا گیا۔

اس کی زندگی تو تباہ ہو چکی تھی۔۔۔ماں باپ بیٹی کے پاگل پن سے عاجز آتے اسے اس کے حال پر چھوڑ چکے اور بہن بھائیوں کو کوئی فکر نہ تھی۔

"میں نے سب برباد کر دیا" وہ یہی الفاظ بار بار دوہرائے جا رہی تھی۔

ہر ایک اپنے آپ کو ان کی موت کا قصوروار ٹھہرائے اپنے آپ میں ایک مجرم تھا، جو کب سے ضمیر کی عدالت میں کھڑا اپنے فیصلہ کا منتظر تھا مگر فیصلہ تھا کہ ہوتا ہی نا۔

ہوئے فاصلے

جھوٹے سلسلے

ٹوٹے ہوئے دل جائیں کہاں

مجھے جو خوشی ملی نہ کبھی

جائے تیرے سنگ جائے تو جہاں

میری یہ دعا ہے کہ تیرا جیون یونہی

چلتا رہے ساری خواہشیں ہوں پوری

تیری دنیا میں نہ ہو یہ کمی

نہ ہو یہ کمی

یاد ہے مجھے تیری ہر ادا

مسکراہٹیں تیری

تیرا مجھ سے چپکے سے یوں کہنا کہ تو ہے میری

جانے یہ کیا ہو گیا

ہو گئے جدا

تیرے واسطے سب ہی راستے

چھوڑ کے میں آئی یہاں

تو تو نہ ملا

یونہی چل دیا

لے کے میرا دل جانے تو کہاں

جاؤں گا کہاں

میں تو ہوں یہاں

تیرے دل کہ آہٹوں میں ہوں

سپنوں میں تو

سوچوں میں تو

ہر لمحے میں تو

دھڑکے یہ دل تیرے ہی لئے

ہو گا کسی کا نہ اب یہ

جارہاہوں میں

جارہی ہوں میں

جارہاہوں میں

جارہی ہوں میں

ختم شد!

novels lounge